التحقیق

یادگار بارہ شہدائے جھجھ (جھوجھہ) قبیلہ، موضع شہیدانوالہ پرانا نام (موجودہ بھائی کے لال چند) تحصیل دیپال پور ضلع اوکاڑہ، پاکستان

جھجھ قبیلہ عربی النسل ہے۔ اس قبیلے کے بہت سے افراد شہید بہرائچ سالار مسعود غاریؒ (ش: ۴۲۴ھ) کے لشکر کے ہمراہ جہادِ ہند میں شریک ہوئے۔ یادگارِ ہذا اسی قبیلہ کے بارہ شہداء کی ہے جو سالار مسعود غازیؒ کے لشکر میں شامل تھے اور اس جگہ شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے۔

تعمیرِ نو:۔ جنوری ۲۰۱۲ء۔ زبیر احمد گلزاری

تصنیف لطیف

منشی نجیب اللہ خان

مختار و رئیس: موضع اکبر پور ضلع بلند شہر

ترتیب و مقدمہ

زبیر احمد گلزاری

Marfat.com

137132

کتاب: رسالہ التحقیق (مخطوطہ)

تالیف: منشی نجیب اللہ خان جھوجھہ

مرتب: زبیر احمد گلزاری جھوجھہ

سالِ اشاعت: ۲۰۱۳ء

تعداد: ۵۰۰

ناشر: اویس عمیر گلزاری، اسلام آباد

ملنے کا پتہ:

گلزاری ایسوسی ایٹس: 464، گلی نمبر: 63، G-9/4، اسلام آباد

رابطہ: 0092-300-8549927

فہرست

عنوان	صفحہ
نسب کے متعلق قرآن پاک اور احادیث	۵
انتساب	۶
بیاد	۷
حرف آغاز از سید منصور عاقل صاحب	۸-۱۱
حساب دوستاں از سید طارق محمود صاحب	۱۲
رسالہ التحقیق ایک نظر میں از ڈاکٹر جمیل قلندر صاحب	۱۳ -۲۳
مقدمہ: زبیر احمد گلزاری	۲۴_۳۳
دیباچہ اور رسالہ التحقیق آسان اردو میں	۳۶_۴۸
حواشی از مؤلف	۴۹
منشی نجیب اللہ خان اور رسالہ التحقیق	
منشی نجیب اللہ خان کی شخصیت	۵۰_۵۳
رسالہ التحقیق پر تبصرہ: زبیر احمد گلزاری	۵۴_۵۶
(ا) کیا جھوجھہ راج پوت ہیں؟	۵۷_۷۱
(ب) عمومی طور پر جھوجھہ کو کیوں راجپوت تصور کیا جاتا رہا؟	۷۲_۷۳
(ج) جھوجھہ عربی النسل ہیں	۷۴_۷۹
(د) لفظ کھوکھر کی حقیقت	۸۰_۸۱
(ر) لفظ چغتائی کی حقیقت	۸۲_۸۵

Marfat.com

فہرست

(س) کیا جھوجھ ترک ہیں؟	۸۶-۸۷
(ص) بھٹینی یا بھٹی قبیلہ	۸۸_۹۱
(ط) قبیلہ جھوجھ اور بنجارا	۹۲_۹۳
(ع) کتاب سلطان الشہدا میں جھوجھ مواد پر تبصرہ	۹۴_۱۰۵A
اختتامیہ	۱۰۶-۱۰۷
ضمیمہ: ہلالی پرچم کے تحت ہونے والے معرکے Crecsentade	۱۰۸-۱۰۹
حوالہ وحواشی	۱۱۰_۱۱۱
کتابیات	۱۱۲
عکس ہائے حوالہ جات	۱۱۳_۱۱۴
i- میرے والد صاحب کا قریشی ہونے کا ثبوت	۱۱۵
ii- بارہ شہدا جُھجھ (جھوجھ) قبیلہ کا مزار، موضع شہیدانوالہ، دیپالپور ضلع اوکاڑہ	۱۱۶
iii- جُھجھ قبیلہ دیپالپور کا محکمہ مال کا بندوبست ۱۸۷۱ء	۱۱۷
دیباچہ از شمیم عالم خان	۱۳۱ ۱۱۸
عکس اصل متن، التحقیق خطِ شکستہ	۱۱۸_۱۲۹
نقشہ راہ گذر سید سالار مسعود غازی اور جھوجھ قبیلہ کا اسی راہ گذر پر اب تک آباد ہونا	۱۳۰

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Marfat.com

Marfat.com

قرآن پاک

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَ هُمْ

فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِ وَمَوَالِیْكُمْ ؕ

ترجمہ: پکارو انہیں ان کے باپوں کی نسبت سے یہ بات زیادہ منصفانہ ہے اللہ کے نزدیک

، پھر اگر نہ جانتے ہو تم ان کے باپوں کو تو وہ تمہارے بھائی ہیں دین کے لحاظ سے اور

تمہارے رفیق ہیں۔ (سورۃ الاحزاب آیت نمبر 5)

احادیث مبارکہ

حدیث نمبر 1:

تعلمو امن انسابکم ماتصیلون به ارحامکم

ترجمہ: اپنے نسب سیکھو کہ تم تقاضائے رشتہ داری سے عہدہ برا ہو سکو۔

(ترمذی، مسند احمد)

حدیث نمبر 2:

من ادعی الی غیر أبیه وهو یعلم أنه غیر ابیه فالجنة علیه حرام

ترجمہ: جس نے اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا جب کہ وہ جانتا ہو

کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے تو جنت اس پر حرام ہے۔

(مسلم حدیث نمبر 222)

Marfat.com

Marfat.com

انتساب

منشی نجیب اللہ خان کے نام

پیدا کہاں ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ
افسوس تم کو میؔر سے صحبت نہیں رہی

میر تقی میر

Marfat.com

بیاد

بڑے ابا جناب رشید احمد گلزاری (مرحوم)

اگر سیاہ دلم داغِ لالہ زار تو ام
وگر کشادہ جبینم گل بہار تو ام

Marfat.com

حرفِ آغاز

مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنی نسبی شناخت کے امین ہیں اور اس ورثہ کو نسلاً بعد نسلاً حقائق کی مستند صحت کے ساتھ منتقل کرنے کا عزم صمیم رکھتے ہیں۔ بجا کہ بنی نوعِ انسان ایک نا قابل تقسیم واحدہ ہے لیکن بے حساب قرنوں اور بے شمار صدیوں کے سفر میں انسانی معاشرہ کے ارتقائی عمل نے خاندانوں، قبیلوں اور برادریوں کی شکل میں ذیلی شناخت کے در بھی وا کر دیئے ہیں۔ البتہ اقوام کے جدید سیاسی و عمرانی تصور نے قوم کے اجزائے ترکیبی میں جغرافیہ کو بھی شامل کر دیا ہے۔ ملت واحد کا اسلامی تصور جغرافیائی حدود و قیود سے ماورا ہے اور یہی تصور وطنیت بھی ہے۔ اس دین مبین کی رو سے صرف تقویٰ، اعزاز و تفاخر کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔

زیر نظر تصنیف کے مرتب و مدون اور تقریظ نگار جناب زبیر احمد گلزاری سے میرا تعارف ان کے برادر بزرگ جناب مقصود احمد گلزاری کا رہینِ منت ہے۔ جنہوں نے مجھے میجر رفیع الدین باور کی تالیف ''برن سے بنوں تک'' عنایت فرمائی چنانچہ برن کا لفظ ہی مجھے چونکا دینے کے لئے کافی تھا کہ یہ ہندوستان کے دار الحکومت دہلی سے صرف پچاس یا ساٹھ میل کی مسافت پر واقع ہے اور موجودہ بلند شہر کا تاریخی نام ہے جو اضلاع میرٹھ اور علی گڑھ کے درمیان ایک ضلع ہے جس میں سادات کی ایک مشہور

Marfat.com

بستی ''گلاؤٹھی'' میرا مولد و منشاء ہے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں دہلی سے میرٹھ بلند شہر اور علی گڑھ تک یہ تمام علاقہ میدان کارزار بنا رہا۔ اس سلسلہ میں انگریزوں کے خلاف قصبہ گلاؤٹھی میں ہونے والی زبردست مزاحمت پر تازہ تحقیق و شواہد پر مبنی میری ایک کتاب ۱۹۹۸ء میں شائع ہوئی۔ جس میں ضمناً قصبہ گلاؤٹھی اور اس کے مضافات میں آباد ''جھوجھہ برادری'' کا بھی ذکر شامل تھا۔ جو زیر نظر کتاب التحقیق'' کے مدون زبیر احمد گلزاری کا موضوع بھی ہے۔ ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

''سینٹہ۔ گھٹاولی اور مالاگڑھ کے علاوہ متعدد دیہات اور مواضعات ایسے بھی تھے جو گلاؤٹھی کے ڈاک خانے پولیس سٹیشن اور ریلوے اسٹیشن سے وابستہ تھے ان میں اکثر کی معاشرتی خصوصیت یہ تھی کہ یہاں ایک ہی برادری کے لوگ کثرت سے آباد تھے۔ جنہیں ''جھوجھہ برادری'' کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ یہ لوگ نہایت محنتی، جفاکش، ذہین اور ترقی پسند رجحانات کے حامل تھے۔ ان حضرات میں سے بیشتر نے مختلف شعبوں میں نمایاں حیثیت حاصل کی جبکہ جھوجھہ برادری تعلیم سے دلی وابستگی کے سبب تیزی سے ترقی کرتی رہی۔''

گزشتہ برسوں میں علمی و ادبی تحقیق سے متعدد مقالات و کتب میری نظر سے گزرے ہیں اس میں شک نہیں کہ بامعنی اور نتیجہ خیز ریسرچ انتہائی کاوش اور جانکاہی کے بغیر ممکن نہیں لیکن میں حیران ہوں کہ گلزاری صاحب بہ اعتبار پیشہ انجینئر ہونے کے باوجود اور بنیادی مواد انتہائی ناکافی ہونے کے باوجود صرف مبہم سے چند اشارات و قرائن نیز سینہ بہ سینہ منتقل ہونے والی غیر مصدقہ روایات کی بنیاد پر وہ نتائج حاصل کر لینے میں کامیاب ہو گئے ہیں جو مربوط بھی ہیں معتبر بھی اور منطقی استدلال کے باعث

Marfat.com

ابتدا

نا قابل تردید بھی۔ فاضل محقق نے اپنے کٹھن کام کی بنیاد بارہ صفحات پر مشتمل اس رسالہ سے کی جو خاندان کے ایک بزرگ جناب نجیب اللہ خان صاحب نے ۱۹۲۰ء میں تحریر کیا۔ ۱۹۳۰ء میں ان کے انتقال کے بعد مرحوم کے فرزند علیم الدین خان صاحب نے اس مخطوطہ کو ''التحقیق'' کا نام دیا اور شائع کرانے کا ارادہ کیا۔ لیکن یہ رسالہ حتمی ریسرچ پر مبنی نہیں تھا رسالہ کے مصنف نے جن معلومات تک رسائی حاصل کی ان کا انکشاف درج ذیل جملوں سے ہوتا ہے۔:

''ایک قوم جنجوعہ ہے جس سرزمین ہند پر پندرہ سولہ صدی تک جنجوعہ راجپوت کے ممتاز لقب سے موسوم رہی تھی۔۔۔ آج وہی قوم جھوجھے کے غیر معروف لقب سے موسوم ہو کر کمشنری میرٹھ کی دوسری راجپوت اقوام کی نظروں میں ایک جملہ معترضہ بنی ہوئی ہے۔''

میں زبیر احمد گلزاری صاحب کی اس کاوش کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں جس کے نتیجہ میں انہوں نے اپنے فاضل بزرگ جناب نجیب اللہ خان کی تحقیقی بنیاد پر رکھی گئی ''خشت اول'' کو ایک عظیم الشان عمارت میں تبدیل کر دیا ہے اور اپنی اخلاص کیشی اور مثالی کاوش سے اپنی برادری کے تشخص اور شناخت پر جو مہر تصدیق ثبت کر دی ہے اس کا اعتراف برادری کے ہر فرد پر لازم ہے۔ انہوں نے اپنی مفصل اضافی تحقیق کو جن اطراف میں وسعت دی ہے اس کا ثبوت ان نکات سے فراہم ہوتا ہے۔

جو انہوں نے میرے نام اپنے ایک مکتوب مورخہ ۲۱ دسمبر ۲۰۱۲ میں بیان کئے ہیں۔

☆ یو۔ پی (انڈیا) میں اس قبیلہ کی تاریخ پر کوئی کام نہ ہونا۔

☆ جھوجھہ قبیلہ کا یو۔ پی (انڈیا) سے Out of Box جائے بغیر اس کی تاریخ کا پتہ نہ چلنا۔

Marfat.com

☆ پاکستان میں اس قبیلہ کا مستند حوالہ یعنی بندوبست ۱۸۷۱ء میں دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں اندراج ہونا کہ یہ ایک عربی النسل قبیلہ ہے۔

☆ دیپالپور میں شہدائے قبیلہ کے تقریباً ایک ہزار سال پرانے مزار کا موجود ہونا۔

☆ جھوجھہ قبیلہ کا ''شہید بہڑائچ'' سالار مسعود غازیؒ کے ساتھ غزنی سے آمد کا پایہ ثبوت تک پہنچنا اور اس قبیلہ سے محقق کا افغانستان میں ذاتی رابطہ ہونے پر مزید شواہد حاصل کرنا۔

☆ ملا نجیب اللہ خان کے رسالہ ''التحقیق'' میں مذکورہ اس روایت کا پایہ ثبوت تک پہنچنا کہ اس قبیلہ کے بزرگ غزنی سے یہاں آئے اور افغانستان میں عربی النسل جاجی کہلائے وغیرہ

مجھے یقین ہے کہ اس تحقیق کے منظر عام پر آ جانے کے بعد'' جھوجھہ برادری کے جنجوعہ راجپوت'' نہ ہونے پر کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہے گا۔

بہترین دعاؤں اور نیک تمناؤں کے ساتھ۔

سید منصور عاقل

اسلام آباد۔

۳ فروری ۲۰۱۳ء

Marfat.com

حسابِ دوستان

ہم تا بہ ابد سعی و تغیر کے ولی ہیں
ہم مصطفوی مصطفوی مصطفوی ہیں

اس قحط الرجال میں جب کہ ہم من حیث القوم دنیا میں اپنی خود متعین کردہ بے راہ روی کی وجہ سے بے حال ہوتے جا رہے ہیں کچھ لوگ اپنی جہد مسلسل سے ایسے بے مثال کام انجام دے رہے ہیں کہ جس کی مثال تحقیق کے میدان میں بھی گاہے بہ گاہے ہی نظر آتی ہے۔

زبیر احمد گلزاری صاحب کی شخصیت کا سب سے اہم پہلو ان کی سیماب صفت صلاحیت ہے۔ پارہ اپنے وجود کو جس بے چینی سے سمیٹنے کی کوشش کرتا ہے جدا کرنے سے ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے اور پھر ملانے سے اپنی اصل میں مل جاتا ہے۔ باوصف گلزاری صاحب نے اپنے قبیلہ کے وجود کو دوبارہ جوڑ کر یک جان کر دیا ہے۔ اس راہ میں انہوں نے جو تکالیف اٹھائیں۔ اپنے اور غیروں کے سوالات کے جواب دیئے۔ خندہ پیشانی سے محقق حضرات کے لئے تحقیقی مواد مہیا کیا اور پھر جس جگہ کا حوالہ دیا اُس کے لئے سفر کرتے رہے۔ گلزاری صاحب اُمید کی کرن دکھا رہے ہیں۔ قابل صد تحسین ہیں کہ وہ اپنے بعد آنے والوں کے لئے اپنا حصہ ڈال کر جا رہے ہیں۔

ہمیں خبر ہے کہ ہم ہیں چراغِ آخرِ شب
ہمارے بعد اندھیرا نہیں اُجالا ہے

دعا گو

سید طارق محمود کراچی

Marfat.com

رسالہ التحقیق ایک نظر میں

بقلم: ڈاکٹر محمد جمیل قلندر

تاریخ ایک قوم کا حافظہ ہوتی ہے۔انگریزی کا یہ قول جوتقریباً کہاوت بن کر سچائی کا ایک گنجینہ اپنے اندر سموئے ہوئے ہے، اور جسے ہم اپنی طالب علمی کے زمانے میں اکثر سنتے اور سناتے تھے کہ تاریخ کے بغیر علم وفنِ سیاست بلا جُذور (roots) ہے، اور علم وفنِ سیاست کے بغیر تاریخ بلا ثُمُور (fruits) ہے۔ یہ اُس انگریزی قول کا ہم نے اُردو ترجمہ کیا ہے، جس میں ''ثمُور'' (جو عربی کا لفظ ہے) ثَمر کی جمع ہے۔ جس کے معنی ہیں: کھجور۔

تاریخ دراصل زمانے (time) کی کوکھ سے جنم لیتی ہے، اور زمانے کے بارے میں حکیمِ مشرق علامہ اقبالؒ کی حکیمانہ رائے یہ ہے کہ وہ ایک خارجی حقیقت (reality) ہے۔ جبکہ حکماء اور فلسفیوں کی اکثریت کی رائے میں زمانہ محض گردشِ لیل ونہار کی پیمائش سے عبارت ہے، جسے انسانی فکر ماضی، حال اور مستقبل کے حوالے سے ایک مدت کے روپ میں درک کرتی ہے، جیسا کہ علامہ اقبالؒ کے مرشدِ روحانی حکیم جلال الدین رومیؒ نے انسانی فکر کے اِسی تجزیاتی انداز (Analytic mode) کی طرف اشارہ کیا ہے:۔

فکرت از ماضی و مستقبل بُوَد
چون ازین دُو رُست مشکل حَل شَوَد

یعنی تمہاری سوچ ماضی اور مستقبل کی تقسیم میں اسیر ہے۔ جب وہ ان دونوں سے چھٹ جاتی ہے تو مشکل حل ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

علامہ اقبال نے اس تجزیاتی روش کو یوں بیان کیا:۔

باز با پیمانۂ لیل و نہار
فکر تو پیمو و طول روز گار

یعنی تمہاری فکر نے زمانے کے پھیلاؤ کو گردشِ لیل ونہار کے پیمانے سے ناپنے کا مغالطہ کیا ہے۔

میرے والد بزرگوار الحاج حافظ محمد سرورؒ جو کُرم ایجنسی کے ایک مشہور ومعروف دینی عالم اور روحانی پیشوا تھے، ان کے ''مریدین'' کی ایک اچھی خاصی تعداد تھی، جو افغانستان اور خیبر پختونخواہ کے دور، دراز علاقوں اور اندرونِ پنجاب تک پھیلی ہوئی تھی۔ان مریدوں میں منگل، مقبل، طوری، بنگش، اور پاڑہ چمکنی کے قبائل کے علاوہ زیرِ بحث جاجی قبیلے کے لوگ سرِ فہرست تھے۔جن کے پاس تقسیم ہندوپاک سے پہلے پاڑہ چنار کے اندر اُن کے زیرِ اہتمام جامع مسجد میں ہندو مرد اور عورتیں دَم دُرود کے لئے آتی تھیں اور جن کی وفات حسرت آیات پر شیعہ سُنی اور عیسائی سب لوگوں نے اپنا کاروبار بند کیا اور جب تک وہ زندہ رہے اُنھوں نے شیعہ سُنی فسادات نہیں ہونے دیئے۔

عبدالاحد بہار جن کا تعلق افغانستان سے تھا۔گورنمنٹ کالج پاڑہ چنار سے انٹرمیڈیٹ سے لیکر پشاور یونیورسٹی سے ایم۔اے تک کے تعلیمی سفر میں میرے ہمسفر رہے۔عبدالاحد بہار افغانستان، ایران اور ماورالنہر کی تاریخ اور خاص کر قبائل کے بارے میں حیرت انگیز معلومات رکھتے تھے ایک مرتبہ بر سبیل تذکرہ مختلف قبائل کے ذکر کے ضمن میں جاجی قبیلہ کے بارے میں بتایا کہ لفظ ''جاجی'' ''حاجی'' کی شکلِ مقلوب ہے۔اس اعتبار سے اس کے معنی ہیں ایک جگہ سے دوسرے جگہ نقلِ مکانی کا قصد کرنے والے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ یہ لوگ جو اصلاً قریش سے تعلق رکھتے ہیں اور جزیرہ عرب سے آئے ہیں۔

Marfat.com

والد بزرگوار کے عقیدت مندوں اور مریدوں میں جاجی قبیلہ کے نامی گرامی اور سربرآوردہ خاندانوں میں سے سردار جاجی اور شیر جاجی (دونوں بھائی) اور ولی مرجان اور سید مرجان (دونوں بھائی) سرفہرست ہیں۔ جن میں سے جناب سید مرجان صاحب جن کی عُمر اُس وقت ۹۵ سال ہے اُن سے ملنے ۱۶ فروری ۲۰۱۳ء کو میں اور گلزاری صاحب پشاور گئے اُنہوں نے اور جناب حاجی ولی مرجان صاحب مرحوم کے صاحبزادے نے بھی اس بات کی تصدیق کی کہ وہ عرب کے قریش ہیں، اور ساتھ یہ بھی کہا کہ وہ اس ضمن میں جاجی قوم کے بارے میں ایک کتاب شجروں سمیت گلزاری صاحب کو فراہم کریں گے۔ اس طرح یہ بات کہ ہندوستان کے جھوجھہ، پنجاب پاکستان کے جُھجھ اور افغانستان کے جاجی کا عرب کے ایک ہی قبیلے یعنی قریش سے تعلق ہے، پایہء ثبوت تک پہنچ رہی ہے۔

افغانستان سے موسم سرما میں والد بزرگوار کے ایک عقیدتمند بُزرگ آیا کرتے تھے۔ نہایت خوش پوش پوستین میں ملبوس، سنہری سُرخی مائل گھنی داڑھی اور زلفیں، جن سے مُشک اور لونگ کی مہک آتی تھی۔ یہ جوان بزرگ ''صوفی صاحب'' کے نام سے مشہور تھے۔ یہ اپنے ساتھ افغانستان سے دیسی آٹے، دودھ، خالص گھی، اور مصری کے آمیزے پر مشتمل پکی ہوئی کیک نما روٹی لاتے تھے۔ جسے میں بڑے شوق سے کھاتا۔ یہ روٹی مدت پڑی خراب نہیں ہوتی تھی۔ یہ صوفی صاحب بھی جاجی تھے۔

پاڑہ چنار کے اندر والد بزرگوار کے زیرِاہتمام وانتظام جامع مسجد میں ایک بُزرگ مستقل طور پر فردکش تھے۔ جو ''مُلا جندل'' کے نام سے مشہور تھے۔ وہ گویا والد بزرگوار کے حواریوں میں سے تھے۔ وہ بھی ضلع جاجی میدان کے جاجی تھے۔ سفید داڑھی، نورانی چہرہ اور عجیب وغریب ملکوتی حلیہ، جسے دیکھ کر اُن پر کسی اور دنیا کی مخلوق کا شبہ ہوتا تھا۔ والد بزرگوار کی زندگی میں شادیاں کر کے یہ اپنے آبائی وطن جاجی میدان لوٹ گئے تھے۔ جہاں سے وہ باقاعدہ آیا کرتے تھے۔ بعد میں انقلاب زمانہ کے ہاتھوں ہجرت کر کے اپنی دو

Marfat.com

بیگمات کے ساتھ ٹل کے علاقے ''دوآبہ'' میں رہنے لگے تھے۔ جہاں سے وہ میرے پاس اسلام آباد آیا کرتے تھے۔

قصہ مختصر یہ کہ جاجی قبیلہ کے افراد کی عقیدت وارادت میرے والد بزرگوار کے ساتھ اوران کے بعد میرے ساتھ برابر وابستہ رہی، اور جواب تک جاری وساری ہے۔

یہ عجیب حسن اتفاق ہے کہ دوست عزیزم چودھری مشتاق احمد جو اپنی ذات میں ایک انجمن ہیں اور احباب کے دلوں کی دھڑکن ہیں، ان کی معرفت فیصل آباد کے ایک روحانی بزرگ اچانک میری زندگی میں آئے، جنہیں سب قبلہ عبدالباری صاحب کے نام سے جانتے ہیں۔ اور جو پشاور یونیورسٹی کے انجینئرنگ کالج کے بانی اور سابق پرنسپل اور خیبر پختونخواہ میں ہومیو پیتھک طریقہء علاج کے ماہر ورائج کنندہ اور ابدالِ وقت جناب پروفیسر عبیداللہ درانیؒ صاحب کے خاص الخاص مصاحبین میں سے ایک ہیں، اور جن کے سینے میں جناب قبلہ درانی صاحبؒ کے بارے میں نایاب معلومات محفوظ ہیں، جنہیں برآمد کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

عبدالباری صاحب کی عمر مبارک ان کے بقول ۹۵ سال کے پھیرے میں ہے۔ ۱۹۳۸ء میں مسلم علی گڑھ یونیورسٹی کے بی۔اے ہیں اور قائداعظم کے ساتھ ایک گروپ فوٹو میں بھی شامل ہیں اور الحمداللہ، سبحان اللہ، ماشاءاللہ اب تک چاک و چوبند اور صحتمند ہیں۔ بینائی بھی ٹھیک ٹھاک ہے یہ بھی دراصل جاجی قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

جناب قبلہ عبدالباری صاحب کے زیر اہتمام یہاں اسلام آباد میں ان کے صاحبزادگان کے گھر میں یکے بعد دیگرے اُن کے روحانی مُرشد و مُربی حضرت مخدوم خواجہ علاؤالدین صاحب کلیریؒ کے سالانہ عُرس کی محافل منعقد ہوتی رہی ہیں، جن میں ایک شخصیت آکر چُپ چاپ بیٹھی رہتی تھی۔ ان محافل میں کسی کو معلوم نہیں تھا کہ یہ شخصیت اپنے اندر بال کی کھال نکالنے والا ایک مؤرخ اور تجزیہ نگار محقق چھپائے بیٹھی ہے۔ یہ تھے میرے

Marfat.com

دوست محترم جناب زبیر احمد گلزاری۔ جو جناب قبلہ عبد الباری صاحب کے بھتیجے اور داماد ہیں۔ ان کے والد ماجد قبلہ ابوالحسن گلزاری صاحب قدّس سِرّہٗ جو جناب قبلہ عبد الباری صاحب سے ۱۴ سال بڑے تھے۔ ان کی طبیعت پر جذب و حال کا غلبہ تھا، جبکہ جناب قبلہ عبد الباری صاحب کی زندگی میں ہوش، صحواور علمی تحقیق و تدقیق غالب ہے۔

جناب زبیر احمد گلزاری صاحب نے خاموشی میں اپنی تاریخ دانی اور تجزیہ نگاری کے یکے بعد دیگرے تین دھماکے کر کے سب کو تین Surprises دیئے ہیں۔ جو سنِ اشاعت کے اعتبار سے بالترتیب (۱) شیخ حلیم چشتی مسعودی مدنی انصاری اور بارہ شہدائے دیپالپور، (۱۰۔۱۱ ساون جولائی ۲۰۱۰) (۲) مِرآۃِ مسعودی، نسخہ جھوجھ'' (تالیف شیخ عبد الرحمان چشتی علوی) کا اُردو ترجمہ مع تحقیق و تدوین (جولائی ۲۰۱۱) اور (۳) منشی نجیب اللہ خان مختار و رئیس موضع اکبر پور ضلع بلند شہر کی تصنیف لطیف ''التحقیق'' کی شرح اور تعارفی تقدیم و ترتیب ''(۲۰۱۳) کے عناوین سے منظر عام پر آئے۔ فاضل مؤلف و محقق جناب زبیر احمد گلزاری صاحب کے یہ تاریخی اور تدوینی و تحقیقی کارنامے میرے علم میں نہ آتے، اور میں ان سے محروم رہتا، اگر لاہور (صوابی، خیبر پختونخواہ) کے ۹۵ سالہ سفید ریش بزرگ و طبیب حاذق اور مُعلّمِ مشفق غوثِ وقت حکیم میر سید بُخاریؒ کی حیرت انگیز تاریخی معلومات سے لبریز کتاب ''لاہور، تاریخ کے آئینے میں'' پر میری مختصر سی تقریظ ان (گلزاری صاحب) کی نظر سے نہ گُزرتی، اور عزیزم جناب احمد علی طوری صاحب جاجی قبیلہ کے حوالے سے میرا اور میرے والد بزرگوار کا ذکر ان سے نہ کرتے۔ اور یہ بھی ایک عجیب حسن اتفاق ہے کہ حضرت قبلہ حکیم میر سید بُخاری صاحبؒ ہمارے ''گھریلو'' مُعالج و محسن اور جناب زبیر احمد گلزاری صاحب کے سکول کے زمانے کے استاذ رہے ہیں۔

ایک شام یونیورسٹی گرانٹس کمیشن (HEC) کے سابق سیکرٹری اور محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کے سیکرٹریٹ کے ''شکایات سیل'' کے سابق سر براہ اور سیہون شریف کے مخدوم

حضرت لال شہباز قلندر کبریا کے طالب و منظورِ نظر حضرت قبلہ احمد علی قریشی سیہوانی کے گھر حضرت قلندر کبریا کے تذکار مبارک کی محفل معمولاً برپا تھی، جس میں حضرت قبلہ حکیم میر سید بخاری صاحب بھی دوسرے احباب کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ ان سے گفتگو کے دوران ''غوث'' کی شناختی کا موضوع زیرِ بحث آیا تو انہوں نے جھٹ سے اپنی شلوار کا دائیاں پائنچہ اُوپر سرکا کے اپنی دائیں ران پر ایک گول سا سرخ نشان ہمیں دکھایا، اور فرمایا کہ غوث کی یہ نشانی ہے کہ اس کی دائیں ران پر اس قسم کا نشان ہوتا ہے۔

طب و حکمت، علم و معرفت اور تاریخی تحقیق و تدقیق کے میدان میں حضرت قبلہ میر سید بخاری صاحبؒ کے تجارب و مشاہدات اور معلومات کے ماحصل کے تذکرے کے لئے کم از کم ایک الگ مجلّد چاہیے، اور جس کا عُشرِ عشیر وہ اپنی کتاب ''لاہور تاریخ کے آئینے میں'' کے اندر بطور خشتِ اول پیش کر سکے ہیں جبکہ حیرت انگیز تحقیقات کا بڑا خزینہ جس کا دفینہ ان کے سینے میں محفوظ تھا، اور جو پرتو لنے اور نکلنے کے لئے بے تاب تھا، اُسے منظرِ عام پر لانے کے لئے مہلت نہ مل سکی۔ اُن کی مذکورہ بالا کتاب پر میری تقریظ ہی وہ مہمیز تھی، جس نے جناب زبیر گلزاری صاحب کو اپنے مذکورہ تدوینی و تحقیقی کارنامے میرے سامنے لائے جانے کی تحریک دی۔ ویسے تو یہ تینوں کارنامے ایسے ہیں کہ اس بات کے متقاضی اور مستحق ہیں کہ ان پر الگ الگ تقریظ لکھ دی جائے۔ کیونکہ ہر ایک کارنامہ بزبانِ حال کہتا ہے کہ ''جا اینجا است'' یہ سہ بُعدی تدوینی و تحقیقی کاوش اگر جناب زبیر احمد گلزاری مغرب کی کسی یونیورسٹی کو پیش کرتے تو مجھے یقین ہے کہ اس پر انہیں نہ صرف ڈاکٹریٹ کی ڈگری مل جاتی بلکہ انہیں وہاں وزٹنگ پروفیسر کی حیثیت سے لیکچرز دینے بلایا جاتا۔

زیرِ نظر کتاب (التحقیق) جس کا اصل مسودہ، جو اس کے فاضل مصنف مُنشی نجیب اللہ صاحب کے فرزند مولوی علیم الدین خان بی۔اے، ایل۔ایل۔بی کے قلم سے فنی اعتبار سے نہایت پختہ اور خوبصورت خطِ شکستہ (نستعلیق) میں صرف ۱۲ صفحات پر لکھا گیا ہے

۔اسے جناب زبیر احمد گلزاری صاحب نے ''خرابیِ وتلاشِ بسیار'' کے بعد حاصل کر لیا ہے، اور اس پر تبویب اور ترتیبِ نو کے ساتھ ۸۰ صفحات کا مقدمہ کم وبیش ۴۰ مصادر و ماآخذ کو کنگھال کر لکھا ہے۔

فاضل مؤلف جناب زبیر گلزاری صاحب کی زیرِنظر تالیف اس سوال کے جواب کی ایک محققانہ کوشش ہے کہ '' آخر جھوجھ برادری کا پسِ منظر کیا ہے؟'' جو بالآخر اس مفروضے (hypothesis) کے اثبات پر منتج ہوئی کہ جھوجھ برادری اصلاً عربی النسل اور قریشی ہیں۔اسی کدوکاوش کے دوران ان کو افغانستان میں اپنے قبیلہ جاجی کا بھی جو اصلاً عربی النسل قریشی ہیں، سراغ ملا۔جس کی طرف رسالہ التحقیق میں اشارہ موجود ہے۔

یہ محققانہ کوشش کیا ہے؟ یہ دراصل فاضل مولف جناب زبیر احمد گلزاری صاحب کی شبانہ روز کی عرق ریزی، چھان بین، تلاش وتحقیق کی کدوکاوش کی ایک داستان ہے، جس میں ان کی عمرِ عزیز کے پورے چالیس سال صرف ہوئے۔ یہ چالیس سالہ چلہ دراصل ایک تجسّس سے شروع ہوا۔جس نے فاضل مولف کو بیس سال کی عمر میں اپنی طرف کھینچ لیا۔ بلکہ یوں بھینچ لیا کہ انہیں سانس لینے نہیں دیا۔اور ''جس نے عشق کا سبق یاد کیا، اُسے چھٹی نہیں ملی'' کے مصداق اسے ستانے نہیں دیا۔

اس ضمن میں ان کا رہوارِ تلاش وتحقیق نے مجرد سینہ بہ سینہ روایات پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ مستند ومعتبر مصادر وماآخذ کھنگالنے کے علاوہ محکمہ مال کے کاغذات اور دستاویزات کی جانچ پڑتال کی حد تک گیا۔ یہ تلاش وتحقیق ایک ''جنون'' کی کہانی ہے، جو ہر بڑے کارنامے کے پیچھے کارفرما رہتا ہے۔اس طرح کے جنون کے بارے میں حکیم مشرق علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ:۔

ہیچ قوے بے جنونِ ذوفنونِ کارے نکرد

اس جنونِ ذوفنون کا نفسیاتی تجزیہ (Psycho analysis) کئی عوامل کی نشان دہی کرتا

Marfat.com

ہے، جن میں سرِ فہرست جناب زبیر احمد گلزاری صاحب کی اپنے والدین، اور خاص کر اپنے والد ماجد حضرت ابوالحسن گلزاری صاحبؒ قدسی سرہ کی ذات و شخصیت کے ساتھ بے پناہ ارادت و عقیدت اور عشق و محبت ہے، جو اس شفقت اور پیار کا فطری اور منطقی نتیجہ ہے۔ جس کی ایک جھلک انہوں نے ان کے آسمانِ رحمت کے زیر سایہ، ان کی ہستی کے کوہِ طور پر دیکھی اور پھر رہتی عمر تک ان کی روح بچے کی طرح ان کی آغوشِ شفقت و محبت کے لئے تڑپتی اور بلکتی رہی اور شاید انہیں اس بات کا افسوس ہے کہ اپنے والد ماجدؒ کی بھرپور خدمت کرنے کے باوجود وہ ان کی ''پہچان'' اس نہج پر نہیں کروا سکے ہیں، جس کے وہ مستحق ہیں اور چونکہ انہوں نے اپنے والد ماجدؒ سے سنا ہے کہ ''ہم عرب سے آئے ہیں'' اور محکمہ نظامتِ تعلیم پنجاب لاہور کی صادر کردہ اپنی بڑی ہمشیرہ صاحبہ کی مڈل کی سند میں دیکھا کہ ان کے والد ماجدؒ کے نام کے ساتھ ''قریشی'' لکھا ہوا ہے، جو بعد میں بغیر کسی ظاہری وجہ کے نجانے کیوں ترک کیا گیا۔ لہٰذا والد ماجدؒ کی محبت اور تصریح کا تقاضا ہے کہ اس '' اثبات'' اور ''ترک'' کے معما کی گرہ کشائی کی جائے اور اپنی اصل تک رسائی حاصل کی جائے کہ بقولِ حکیم جلال الدین رومیؒ:۔

ہر کسے کو شد جدا از اصل خویش
باز جوید روز گارِ وصل خویش

(یعنی: جو کوئی اپنی اصل سے جدا ہوا، وہ دوبارہ اس سے جڑ جانے کا لمحہ ڈھونڈتا پھرتا ہے)۔

فاضل مولف جناب زبیر احمد گلزاری صاحب نے اس تلاش و تحقیق کے سفر پر نکل کر قدیم و جدید نایاب کتب اور دستاویزات کا معتد بہ ذخیرہ جمع کیا۔ اور اپنی تحقیق میں حوالہ جاتی، داراساتی (Survey of Literature)، دستاویزی، استقرائی، تاریخی، تنقیدی، لسانیاتی، اور وصفی و بیانی آٹھوں طریقوں کو جمع کر کے ان سے کام لیا۔ خاص کر لسانیاتی طریقۂ تحقیق کے استعمال کے ضمن میں انہوں نے لفظ ''جھوجھہ'' کے مادے (root) اور اشتقاق

Marfat.com

(derivation) کی روشنی میں اس کے معانی کے تعین کے سلسلے میں عربی کے کئی معاجم اور قوامیس تک کی ورق گردانی کی۔ یہاں تک کہ اس کی عربی اصل ''جھاجاء'' تک پہنچ گئے، جو عربی زبان وادب کے صوتیاتی ولسانیاتی تحوّل وتبدل کے قاعدے کی رو سے لفظ ''جھوجھ'' کے زیادہ قریب ہے۔ بلکہ قرینِ قیاس یہ ہے کہ یہی اس کی اصل ہے۔

لسانیاتی تحول وتبدل (Linguistic Transformation) کے قاعدے کے مطابق جب کسی مصدری زبان (Source Langauge) کا لفظ کسی ہدفی زبان (Target Language) میں درآتا ہے تو موخرالذکر زبان کے صوتیاتی نظام (Phonetic System) کے تقاضے کے زیر اثر اس کے تلفظ کی تبدیلی سے اس کی شکل وصورت اور ہئیت کذائی بدل جاتی ہے ۔مثلاً قرآنِ حکیم کے لفظ یاجوج و ماجوج انگریزی میں گوگ اینڈ میگوگ (Gog and Megog) اور سنسکرت میں کوک اور میکوک ہو گئے ہیں۔اس کے باوجود ان کے درمیان میں ایک حد تک صوتی وصُوری اشتراک موجود ہے۔اس طرح ''آم'' کو انگریزی میں مینگو (Mango) اور عربی میں ''مانجو'' کہتے ہیں۔جبکہ ''جبل الطارق'' کا لفظ انگریزی میں جبرالٹر بن کر یکسر بدل گیا ہے۔اس کے باوجود اس میں ''ج ب ر'' کی تکرار اپنی اصل کی بازگشت اور وجہ شناخت ہے۔

عربی اور پشتو میں اسی قاعدے کی رو سے حروف علت (vowels) ایک دوسرے میں بدلنے والے عناصر (Interchangable elements) ہوتے ہیں۔مثلاً یوسفزئی کی (کتابی نصابی) پشتو کے لب و لہجے میں مونبز / مونگ (we) کا لفظ پشتو کے دوسرے لہجوں میں مُو، موژ، میژ جیسے تلفظ کے تحولات سے گزرتا ہے۔

اس ضمن میں جناب منشی نجیب اللہ خانؒ مختار وریئس: موضع اکبر پور بلند شہر کی تصنیف لطیف التحقیق کے صفحہ ۴۹ پر ''حواشی از مولف'' کے عنوان کے نیچے ان کی تحریر کے حاشیے نہایت قابلِ غور ہیں، جنہیں پڑھ کر میں چونک اُٹھا ہوں۔

۱۔ جب یہ تحقیق کیا جاتا ہے تو برہما اور پاربتی ہی آدم وحوا ثابت ہوتے ہیں۔ صرف الفاظ اور بیانات کا ہیر پھیر معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح نوح اور منو کے متعلق جب تحقیق کیا جائے تو نوح اور منو ایک ہی نکلیں گے۔ اس میں بھی زبان کے فرق کے ساتھ صرف بیانات ہی کا ہیر پھیر ہے۔

۲۔ کتب سماوی یا صحائف آسمانی جنھیں کتب الہامی کے لقب سے منسوب کیا گیا ہے وہ سناتن دھرم کے وید اور دھرم شاستر ہیں۔ یہود و نصاریٰ کی بائبل، اہلِ اسلام کا قرآنِ مجید فرقانِ حمید۔

ان مختصر حاشیوں میں فاضل مصنف بہت کچھ کہہ گئے ہیں۔ جس کے پیشِ نظر ایک متجس اور متلاشی حق قاری کے دل میں خود بخود یہ سوال اُبھرتا ہے کہ کیا فاضل مصنف جناب منشی نجیب اللہ خانؒ نے اس موضوع پر کوئی مستقل تحقیقی کتاب لکھ چھوڑی ہے؟ اگر نہیں تو دل میں حسرت کی یہ لہر دوڑتی ہے کہ اے کاش! وہ اس موضوع پر بھی قلم اُٹھاتے۔ مذکورہ بالا حاشیوں کے اندران کے اندازِ فکر، اور خاص کر اُن کے رسالہ التحقیق کے اُسلوبِ بیان و استدلال سے اس بات کا اندازہ ہوا ہے کہ ان کا مطالعہ اور دائرہ تحقیق کتنا وسیع و عمیق تھا، اور اس بنا پر وہ کتنا کچھ لکھنے کی صلاحیت و استعداد رکھتے تھے مگر افسوس کہ وہ ایسا نہ کر پائے۔

اس طرح پاک و ہند کی زبانوں میں ''جھوجھہ'' کا لفظ مختلف لسانیاتی تحولات سے دو چار رہا ہے۔ مگر یہاں اصل مسئلہ یہ ہے کہ یہ کس مصدری زبان(source language) سے در آیا ہے کہ جس سے اصل قبیلے / قوم کا تعین کیا جا سکے؟

لسانی و نسلی و سماجی (ethrics) عادات و اطوار اور شکل و صورت اور دینی روایات و کلچر کے اعتبار سے جھوجھہ برادری ایک ایسے مخصوص عربی قبیلے کی صدائے بازگشت دکھائی دیتی ہے، جو (قبیلہ) عربوں میں ایسا ہے، جیسے ہندوؤں میں برہمن، برہمن ایک خوبصورت، بہادر، مہم جُو، اور شاہانہ نسل ہونے اور سومنات وغیرہ جیسے مندر کے محافظ ہونے کے ساتھ

137132

Marfat.com

ساتھ وید جیسی مقدس اور سُر، تال اور پُر اسرار احوال پر مشتمل بھجنوں سے لبریز کتاب کے امین السِرّ (Secretary) ہیں۔ اس اعتبار سے برہمن ہندوؤں کے بنی ہاشم ہیں، جو ملت ابراہیمی کے علمبردارِ حُنفاء اور خانہ کعبہ کے سادھو (سدنة) ہیں۔

یہاں یہ بات نہایت دلچسپی کی حامل اور قابلِ غور ہے کہ عصرِ حاضر کے بعض جید علماء اور محققین کے نزدیک (برہمن) ابراہام / ابراہیم کی تبدیل شدہ شکل ہے۔ اُن کی یہ تحقیق اور میرے اپنے مقالے ''ہندوستان میں انبیاءِ رُسل اور مُرسلین کی آمد'' کے بُنیادی مفروضے (thesis) کو ذہن میں رکھ کر جب زیرِ تبصرہ کتاب التحقیق کے اندر فاضل مصنف منشی نجیب اللہ خان کے مذکور بالا حاشیوں پر نظر پڑی تو میں چونک اُٹھا۔ اور جب فاضل تجزیہ نگار جناب زبیر احمد گُلزاری کی اِسی تصنیف میں یہ تعلیق (Commentry) پڑھی تو میری آتشِ شوق کے اندر گُل و گُلزار کا سماں پیدا ہوا:۔

''پاکستان میں ضلع اوکاڑہ تحصیل دیپالپور میں جوجھوجھہ تقریباً تیرہ قصبوں میں رہتے ہیں اور ان قصبوں میں تمام افراد کا تعلق جھوجھہ قوم سے ہے اور وہاں جھوجھہ قوم کے بارہ شہداء بھی مدفون ہیں، ان کے ۱۸۷۱ء کے بندوبست میں وہ عربی النسل ہیں۔ حضرت عقیل بن ابی طالبؓ سے شجرہ بھی موجود ہے۔''

کیا عجیب ہے کہ جناب زبیر احمد گُلزاری صاحب کی تحقیق انیق کے ماحصل کو سمجھ کر اور اُسے اپنے دل و دماغ اور روح میں اُتار کر باقی ماندہ ''جھوجھہ برادری'' بھی اپنے اصلی جدِ امجد کو پہچان لے یعنی حضرت عقیل بن ابی طالبؓ کو، اور اس مشہور کہاوت کے مصداق کہ ''صبح کا بھولا اگر شام گھر آجائے تو اُسے بھُولا نہیں کہتے''۔

اے رب! این آرزوئے من چہ خوش است!

بقلم: ڈاکٹر محمد جمیل قلندر

Marfat.com

مقدمہ

از زبیر احمد گلزاری

میں بیس سال کا تھا جب مجھے اس تجسس نے اپنی اور کھینچ لیا کہ آخر جھوجھہ برادری کا پس منظر کیا ہے؟ اس کہنہ کی ٹوہ میں آج تک سرگرداں ہوں. دراصل برصغیر میں آباد اقوام کے بارے میں حقائق تک پہنچنا نہایت جان کا ہی کا کام ہے. خیر! میرے سامنے روایات کا ڈھیر تھا، والد صاحب بتاتے تھے کہ ہم عرب سے آئے ہیں اور میری بڑی ہمشیرہ کی مڈل کی سند جو ۱۹۵۵ء میں محکمہ نظامت تعلیم پنجاب لاہور سے جاری ہوئی والد صاحب کے نام کے ساتھ قریشی لکھا ہوا ہے لیکن بعد میں اس کو متروک کر دیا اور اپنے بچپن کے زمانہ میں، ان سے عربی النسل اور قریش ہونے کے دعویٰ کا پس منظر اور بعد میں اس سے دستبرداری کی وجہ نہ معلوم کر پایا۔

آج کئی سالوں کی تحقیق کے بعد میرا گمان ہے کہ ہمارے بزرگوں کے دعویٰ کی بنیاد تو سینہ بہ سینہ روایات تھیں اور دستبرداری کی وجہ مستند دلائل و شواہد کا ہاتھ نہ آنا تھا جو ان کی غیر جانبدارانہ بالغ نظری کی دلیل ہے۔ قیام پاکستان کے بعد اپنا آبائی علاقہ، گھربار، زمین چھوڑ کر ایک نئی دنیا آباد کرنے کا جذبہ، آبائی وطن سے دوری کا دکھ، ہجرت اور اس سے منسلک مسائل نئے ماحول میں معاشی اور سماجی ضروریات، بچوں کی تعلیم اور نہ جانے کتنے اور مسائل کہ جن کے ساتھ برسرپیکار رہے ہوں گے اب ایسے میں اتنا وقت کہاں تھا کہ اپنے خاندان کی تاریخ کا سراغ لگاتے اور مضبوط شواہد کو یکجا

Marfat.com

کرنے کے بعد کسی نتیجے پر پہنچتے۔گوکہ خاندان میں مختلف نظریات گردش کررہے تھے.مگر میجر رفیع الدین باور صاحب نے ''برن سے بنوں تک'' تالیف کر کے اس میں یہ نظریہ پیش کیا کہ جھوجھہ قبیلہ دراصل جنجوعہ راج پوتوں کی ہی شاخ ہے.درحقیقت ان کا یہ نظریہ خاندان کے ایک بزرگ جناب نجیب اللہ خان کے قلمی رسالے التحقیق سے ماخوذ ہے.برادری ہی کے ایک اور بزرگ جناب شہاب الدین غوری نے ایک کتابچے ترک اوران کے مورث اعلیٰ (سنبھل، جون ۱۹۸۱ء) میں جھوجھوں کو ترک قرار دے دیا.

میجر باور کی کتاب کے آخر میں جناب نجیب اللہ خان کی قلمی تالیف کا عکس بھی شامل اشاعت تھا،ایک مدت تک انہی کی متعین کردہ راہوں پر ٹامک ٹوئیاں مارتا رہا.اس دوران سینکڑوں منابع نظر سے گزرے،ضلعی گزیٹئیر کا مطالعہ کیا۔انگریزوں کی تحقیقات کا حال دیکھا،شجرے جانچے ،مردم شماری کی رپورٹیں اور محکمۂ مال کے کاغذات دیکھے اور آج اتنے سالوں کی عرق ریزی کے بعد اس پوزیشن میں ہوں کہ اب میرے سامنے قبیلہ کا تاریخی پس منظر مستند شواہد اور مضبوط دلائل کی روشنی میں بالکل واضح ہے.میں اپنی عمر بھر کی تحقیق کا ماحصل اپنی آنے والی کتاب ''تاریخ جھوجھہ'' میں پیش کروں گا۔

میں یہاں یہ بھی عرض کر دوں کہ والد صاحب کا میری ہمشیرہ کی سند میں قریشی لکھوانا،اس وقت ثبوت کے درجہ پر پہنچ گیا جب دیپالپور میں جھوجھہ قبیلہ ایک ہزار سال کے وقفہ کے بعد دریافت ہونے پر اپریل ۲۰۱۰ء میں ملک محمد دین جھجھ سے میری ملاقات ہوئی اور معلوم ہوا کہ وہ بھی قریشی ہاشمی ہیں۔یعنی والد صاحب کے قریشی ہونے کی روایت کی تصدیق ایک ہزار سال سے بچھڑے ہوئے جھوجھہ قبیلہ سے دیپالپور کے علاقہ سے ہوئی ان کا جھوجھہ ہونا اور عرب سے آنا ان کے محکمہ مال کے بندوبست ۱۸۷۱ء سے مصدقہ تحریری طور پر ثابت ہے۔

رسالہ التحقیق اس حوالے سے نہایت اہم ہے کہ جھوجھہ قبیلہ کی تاریخ کے بارے

Marfat.com

میں یہ پہلی باضابطہ تحریری کاوش ہے جو ابھی تک شائع نہیں ہوئی تھی، اگرچہ اس کا عکس برن سے بنوں تک میں شائع ہو گیا تھا لیکن وہ نہایت مدھم تھا اور اسے پڑھنے میں بہت سی مشکلات حائل تھیں۔ مؤلف سے لے کر جناب شمیم عالم خان تک سب اسے شائع کرانا چاہتے تھے مگر یہ معلوم نہ ہو سکا کہ رسالہ التحقیق کن وجوہات کی بنا پر شائع نہ ہو سکا۔ اب یہ سعادت راقم الحروف کے حصے میں آ رہی ہے ''این سعادت بزورِ بازو نیست''۔ میں نور العلیم اور شمیم الدین صاحبان کا بہت شکر گزار رہوں کہ انہوں نے مخطوطہ کا بہت صاف عکس بنوا کر روانہ کیا بلکہ مزید ضروری معلومات بھی فراہم کیں۔

جھوجھہ تاریخ کو سمجھنے کی خاطر ہمیں اُس زمانہ کے حالات پر ایک نظر ڈالنا ہوگی ان کی تاریخ کو وقت کے لحاظ سے جانچنے کے لئے ہمیں آج سے ایک ہزار سال پہلے کے حالات کو مدنظر رکھنا ہوگا۔ برصغیر ہند میں اسلام کی پہل سندھ میں محمد بن قاسم کے ذریعے سے ۷۱۲ء میں ہوئی جو سندھ اور ملتان تک محدود رہی۔ اس کے تقریباً ۲۸۲ سال بعد سبکتگین نے ۹۹۴ء میں پشاور پر قبضہ کیا اور ویہند جو کہ پرانا لاہور دریائے سندھ کے مغربی کنارے پر واقع ہے وہاں تک آیا اور اس کے بعد غزنوی خاندان کے ذریعے اسلامی لشکر آنے شروع ہوئے اور غزنی حکومت لاہور (راوی) میں ۱۰۲۱ء میں قائم ہوئی جو ۱۱۸۶ء تک رہی۔

سالار مسعود غازیؒ غزنویوں کے دور میں ہند آئے اور سلطان محمود غزنوی کے بیٹے سلطان مسعود غزنوی کے دور میں ۱۰۳۴ء میں بہرائچ میں شہید ہو گئے۔ جھوجھہ قبیلہ جو بنو ہاشم ہیں عرب سے بنو امیہ اور بنو عباس کی حکومت کے دوران ہجرت پر مجبور ہوئے۔ اور افغانستان آ گئے۔ اور صوبہ پکتیہ، خوست اور کُرم ایجنسی میں رہائش پذیر

Marfat.com

ہوئے اور پھر غزنی سے سالا مسعود غازی کے لشکر میں شامل ہو کر جہاد ہند میں شامل ہو گئے۔

سالار مسعود غازیؒ کی بہڑائچ میں ۱۰۳۴ء میں شہادت کے بعد مرکزیت ختم ہو گئی۔ اور اس وقت تک کوئی اسلامی حکومت ہند میں نہ تھی جو ان کی مدد کرتی اور اس طرح وہ دشمنوں کے نرغے میں بغیر کسی امداد اور مرکزیت کے رہ گئے۔ جو علاقے فتح ہو گئے تھے اس میں سے کچھ واپس چھین لیے گئے اور جان و مال کی ظاہری حفاظت بھی کرنے والے یہ خود ہی تھے اور توکل علی اللہ۔ لیکن انہوں نے سب جبر و ستم جھیلے لیکن اپنے مذہب کو نہ چھوڑا اور یہی چیز ایسی ہے کہ جھوجھہ قبیلے کے لئے فضیلت والی ہے اور اللہ کی دین ہے۔ دراصل محمود غزنوی کا قنوج فتح کرنا تاریخ سے ثابت ہے لیکن اس سے اگلے علاقہ میں سوائے سالار مسعود غازیؒ کے کوئی بھی نہ گیا تھا۔ ہاں ان کی شہادت کے بعد سلطان مسعود غزنوی اور شہاب الدین غوری کی افواج کا بنارس جانے کا ذکر ملتا ہے۔
پہلی اسلامی حکومت جو دہلی میں قائم ہوئی وہ ۱۲۰۶ء میں قطب الدین ایبک کی تھی جبکہ سالار مسعود غازیؒ کا لشکر ۱۰۳۰ء میں ہند آیا اور یہ وقفہ پونے دو سو سال کا ہے اس طرح جھوجھہ قبیلہ کو اس عرصہ میں کسی اسلامی حکومت کی چھتری میسر نہ تھی۔

دراصل سالار مسعود غازیؒ کا لشکر ہلالی پرچم کے تحت تبلیغ اسلام کی خاطر ہند آیا جس کی مثال ان سے پہلے محمد بن قاسم کی سندھ اور ملتان کی فتح ہے اور ان کے بعد کوئی اور مثال نہیں ملتی۔ اسلامی لشکر آئے تو، لیکن وہ حصول حکومت کے لیے آئے۔ جب کہ صوفیاء اکرام نے اس وقت زبردست تبلیغ کا کام انجام دیا تاریخ کی ہم عصر کتابوں میں سالار مسعود غازی کا ذکر نہیں ملتا۔ ہاں عوام کے دلوں میں خواہ وہ مسلمان رہے یا

Marfat.com

ہندو، روائیتیں موجود ہیں۔ اصل میں سالار مسعود غازیؒ نے عوام کے دلوں پر تاریخ لکھی اور اظہار ذات کے لئے کسی کتابی شکل میں تاریخ موجود نہ ہے۔ عبدالرحمٰن چشتی نے مرات مسعودی آپ کی شہادت کے تقریباً چھ سو سال بعد تحریر کی اور انہوں نے ملا محمد غزنوی کی تاریخ محمودی سے کچھ باتیں ماخوذ کیں لیکن تاریخ محمودی اب نہیں ملتی صرف تاریخ فیروز شاہی از ضیاالدین برنی کی کتاب کا اُردو ترجمہ از ڈاکٹر سید معین الحق جو کہ اردو سائنس بورڈ ،۱۲۹۹ء اپر مال لاہور نے شائع کی، کے صفحہ نمبر ۶۲۰ پر اس طرح ذکر آتا ہے کہ ''سلطان محمد تغلق کو تاریخِ محمودی اچھی طرح یاد تھی۔''اس کتاب کی تلاش ہنوز جاری ہے۔ اب جب کہ سالار مسعود غازیؒ کے متعلق ہی کوئی تاریخ ہم عصر زمانے کی نہیں ملتی تو ان کے ساتھ آئے قبیلہ جھوجھہ کی تاریخ ڈھونڈنی ایک مشکل کام ہے۔جن کو روایتوں سے اور زمینی حقائق سے تلاش کرنا ہوگا۔

میرے پاس اس کا زمینی ثبوت ان کے ساتھ آئے ہوئے بارہ شہید جھوجھہ ہیں جنکا موضع شہید انوالہ، تحصیل دیپالپور، ضلع اوکاڑہ پاکستان میں مزار موجود ہے۔ بابا عبدالعلیم چشتی مسعودیؒ جو کہ مدنی انصاری تھے، ان کی امارت میں لشکرِ سالار مسعود غازیؒ کے ساتھ تھے اور شہید ہو گئے۔

> تاریخ فیروز شاہی از ضیا الدین برنی، تاریخ فرشتہ از محمد قاسم فرشتہ، تاریخ سبکتگین از ابوالفضل العتبی، طبقاتِ ناصری از منہاج سراج، تاریخ ہند از ابوریحان البیرونی، تاریخ یمنی از ابونصر محمد بن الجبار العتبی، اور اس طرح کی بعد کی تاریخوں میں سالار مسعود غازیؒ کی تاریخ کا تفصیلی ذکر تو نہیں ہے۔ ہاں سلطان محمد تغلق کا (ابن بطوطہ

Marfat.com

کے ساتھ) بہرائچ میں سالار مسعود غازیؒ کی زیارت کا ذکر تاریخ فیروز شاہی کے ترجمہ کے صفحہ نمبر ۶۹۸ء اور ۶۹۹ء پر ہوا ہے اور اسی طرح تاریخ فرشتہ از محمد قاسم فرشتہ ترجمہ عبدالحئی خواجہ، پبلشر شیخ غلام علی اینڈ سنز پرائیویٹ لمیٹڈ لاہور، حیدرآباد کراچی کے صفحہ نمبر ۴۴۱ جلد اول پر سلطان محمد تغلق کے بارے میں لکھا ہے کہ:۔

'' اور سپہ سالار مسعود غازیؒ کے مقبرہ کی زیارت کی۔ حضرت مسعود، سلطان محمود غزنوی کے بھانجے تھے اور آل محمود کے عہدِ حکومت میں غیر مسلموں کے ہاتھوں جامِ شہادت پیا۔ بادشاہ نے سپہ سالار کے مزار اقدس پر نذر چڑھائی اور خانقاہ مسعودی کے مجاروں کو مالا مال کیا،،

یہ واقع سالار مسعود غازی کی شہادت کے تقریباً تین سو سال بعد کا ہے۔

اس دور میں سب تاریخیں صرف حکومتی بادشاہوں کے گرد ہی گھومتی ہیں علاقائی حالات اور اقوام کا احاطہ ان میں نہ ہے اب اس صورت میں سالار مسعودؒ کی شہادت سے تو انکار نہیں کیا جا سکتا اور نہ ان کی شخصیت کے وجود سے۔ ہاں انکی تفصیلی تاریخ کا کتابی شکل میں کافی عرصہ تک نہ پایا جانا بھی ایک حقیقت ہے اور ان کے شہادت کے رتبے کے آگے، اگر سلطان محمود غزنوی یا سلطان مسعود غزنوی سے ان کے کچھ خاندانی اختلافات رہے بھی ہوں، تو وہ ہیچ ہیں کیونکہ شہادت کا رتبہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے اور قرآن مجید میں بھی شہدا کا ذکر اعزاز کے ساتھ موجود ہے۔

جیسا ذکر ہے کہ ملیح آباد میں مال اور انٹ کے قلعے جن پر فتح کے بعد جھوجھ وہاں قبضہ کر چکے تھے' بعد میں ان کے قبضہ سے نکل گئے اور ایسے زمانے کی گردش دیکھنا

پڑی کہ اپنا جان و مال کفرستان میں بچانا مشکل ہو گیا لیکن اس قبیلے نے اپنے مذہب کو استقامت کے ساتھ سینے سے لگائے رکھا۔جس کی تبلیغ کی خاطر یہ یہاں آئے تھے۔ اس ابتلا کے زمانے میں ان کو اپنی نسبی شناخت تک بھی چھپانا پڑی، جس کی اجازت شریعت نے کفرستان میں رہنے والوں کے لئے دی ہے۔عربی لفظ تقیہ جس کا لغوی مطلب ہے کہ ''وہ راز جو دل میں رکھا جائے اور کسی کے خوف سے ظاہر نہ کیا جائے''۔ کے تحت اپنے آپ کو کہیں راجپوت، کہیں شیخ اور کہیں خان اور نہ جانے کیا کیا کہلوایا اور آہستہ آہستہ ان کی تاریخ معدوم ہوتی گئی لیکن وہ لوگ قابلِ تعریف ہیں جنہوں نے جھوجھہ نام نہ چھوڑا اور ایسا ہوا کہ نام تو رہ گیا لیکن تاریخ معدوم ہو گئی۔

میں اپنے قبیلے کے قاریوں، تاریخ دانوں اور دانش وروں سے درخواست کرتا ہوں کہ جب وہ جھوجھہ تاریخ پر نظر ڈالیں تو ان حالات کو مدِ نظر رکھیں کہ یہ وہ اولین قبیلہ ہے جو جہاد کی خاطر ہند آیا، یہ عربی النسل ہیں اور بنو ہاشم ہیں اور ان کے معلوم بارہ شہدا کے مزارات ایک ہزار سال پہلے کے موجود ہیں۔اور یہ قبیلہ وہ نہ ہے جو کہ ہند میں کسی اسلامی حکومت کے دور میں آیا ہو اور اسلامی حکومت نے ان کو یہاں آباد کرنے میں مدد کی ہو اور علاقے دیکر آباد کر دیا ہو۔جیسا کہ ہوتا رہا۔

کسی علاقے سے کوچ کر کے کسی دوسرے علاقے میں چلے جانے کی مندجہ ذیل وجوہات ہو سکتی ہے۔

(۱) مذہب کی خاطر (اسلامی نقطہ نظر سے اس کو ہجرت کا نام دیا جاتا ہے)۔

(۲) کسی بیماری کا پھیلنا مثلاً طاعون۔

(۳) زمین کا دریا برد ہو جانا۔

Marfat.com

(۴) کسی دشمن سے مغلوب ہو کر علاقہ چھوڑنا۔

(۵) خشک سالی کی وجہ سے قحط ہو جانا۔

(۶) کسی قوم کے فرد کا دوسرے علاقے میں حکمران بن جانا اور قوم کے لوگوں کا وہاں پہنچ جانا۔

(۷) پرانے وقتوں میں شاداب علاقوں کی طرف کوچ کر جانا۔

جھوجھ قبیلہ ان مندرجہ بالا وجوہات میں سے کسی وجہ سے بھی ہند نہ آئے بلکہ دین محمدی کی تبلیغ کی خاطر ہند آئے۔ جھوجھ قبیلہ نے عرب سے افغانستان ہجرت کی کیونکہ حکومت وقت بنی ہاشم کی جانی دشمن تھی۔ یہ تھا وہ مقصد جس کی خاطر جھوجھ قبیلہ لشکرِ اسلام کے ساتھ آیا اور اس وقت آئے جبکہ اسلامی حکومت ہند میں نہ تھی اور صوفیہ اکرام کی بھی ہند میں آمد آمد تھی۔ یہ قبیلہ لشکرِ اسلام کے ساتھ حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش کے لاہور آنے سے ۱۴ سال پہلے دیپالپور سے گزرا اور یہاں جہاد کرتے ہوئے ان کے بارہ جھجھ افراد شہید ہو گئے جبکہ ۱۱۲۰ افراد دشمنوں کے قتل ہو گئے۔ بارہ شہیدوں کا مزار اب تک موجود ہے اور علاقے کے لوگ اس واقعہ کو اب تک جانتے ہیں اور اس بات کی گواہی دیتے ہیں۔ دراصل وہ اسلامی قبائل، جنہوں نے ہند میں اسلامی حکومت یعنی شہاب الدین غوری (شہادت ۱۲۰۶ء) کے بعد مستقل حکومت دہلی میں قائم ہونے کے بعد ہند ہجرت کی، ان میں اور جھوجھ قبیلہ کا ۱۰۳۰ء میں یہاں اولین وقت میں آنے اور ایک مقصد اعلیٰ کے ساتھ آنے میں بنیادی فرق ہے۔

اب مختصراً جھوجھ لفظ کے ماٗخذ پر قارئین کی توجہ دلاتا ہوں۔ عربی زبان میں لفظ ''جَھْجَھُ'' ہے جس کا مطلب السید الکریم یعنی سردار یا بڑا آدمی ہے۔ یاد رہے کہ

Marfat.com

السید الکریم ایک لغوی مطلب ہے اور اس کا تعلق سید نسب سے نہ ہے جو کہ سادات کے لیے مختص ہے۔ یہ لفظ عورت کے لیے نہیں بولا جاتا چونکہ یہ لفظ لڑائی وغیرہ کے لیے ہوتا ہے۔ اس لفظ کے مطلب کے لیے مندرجہ ذیل عربی ڈکشنریاں دیکھیے۔

۱۔ المعجم فی لھجات الفصحی (الدکتور داؤد سلوم کلیة الآداب. جامعة بغداد) ص۹۲

۲۔ المعجم الوسیط ،ص۱۴۲

۳۔ لسان العرب المجلد الثانی،ص۴۲۰

۴۔ المختار من صحاح اللغة، ص ۶۹

لہٰذا میری قاری سے درخواست ہے کہ جھوجھہ تاریخ سمجھنے کے لئے مندرجہ بالا حقائق کو مدِ نظر رکھے۔

حسن نواز شاہ صاحب (نڑالی شریف/تحصیل گوجرخان) خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں کہ اس کی ترتیب سے اشاعت تک انہوں نے بہت معاونت کی اور مفید مشاورت سے بھی نوازا۔اسی طرح سید طارق محمود صاحب (کراچی) اور ملک محمد دین جھجھ صاحب (بکہ جھجھ/تحصیل دیپال پور)، ڈاکٹر جمیل قلندر صاحب (اسلام آباد) کا بھی بہت احسان مند ہوں کہ ان حضرات نے مجھ سے بہت شفقت فرمائی اور ہمہ وقت دعاؤں اور حوصلہ افزائی سے نوازتے رہتے ہیں۔نیز سید حسن جاوید (کراچی) کا بھی ممنون ہوں کہ انہوں نے کئی تصحیحات سے نوازا۔

میں جناب محترم سید منصور عاقل صاحب ایم اے پولیٹیکل سائنس ، ایم اے تاریخ جو حکومت پاکستان کے مختلف ڈیپارٹمنٹس یعنی ڈائریکٹر جنرل وفاقی محتسب

Marfat.com

دوسرے اعلیٰ منصبوں پر تعینات رہے۔ پاکستان کے علمی اور ادبی حلقوں میں شاعر اور ادیب کی حیثیت سے جانی پہچانی شخصیت ہیں اور آج کل سہ ماہی میگزین ''الاقربا'' اسلام آباد کے صدر نشین ہیں۔ میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے بلند شہر کی جھوجھہ برادری کا ذکر اپنی کتاب گلاوٹھی (1998ء) میں کیا اور اب اس مخطوطہ التحقیق کے مصنف جناب نجیب اللہ خان صاحب اور ان کی اولاد سے واقفیت ہوتے ہوئے ''حرفِ آغاز'' تحریر فرمایا۔ میں ممنون ہوں۔

میں جناب محترم ڈاکٹر حامد آفاق قریشی الہٰمی الصدیقی صاحب پی۔ایچ۔ڈی تاریخ کا بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے میرے ابتدائی مسودہ پر تحریری تبصرہ سے مجھے نوازا۔

میں گلزاری ایسوسی ایٹس کے کارکنان کا بھی بہت ممنون ہوں کہ وہ ہمیشہ اپنے دفتری فرائض کے ساتھ میرے تحقیقی کاموں میں بھی معاونت کرتے ہیں، بالخصوص عزیزی محمد فیروز کا بھی شکرگزار ہوں کہ وہ بھی بہت کاوش کرتے ہیں

میں اپنی شریکِ حیات اور اہل خانہ کا بھی بہت ممنون ہوں کہ وہ کبھی بھی میرے ان تحقیقی منصوبوں میں حائل نہیں ہوئے اور ہمیشہ خندہ پیشانی سے اپنے اوقات کو میرے کاموں کی نذر کیا۔ خدا ان سب کو جزاء عطا کرے۔

مخلص

زبیر احمد گلزاری

00923008549927

مسودہ التحقیق

آسان اردو میں

خط شکستہ صفحہ ۱۱۸ سے ۱۲۹

Marfat.com

Marfat.com

رسالہ

التحقیق

تصنیف لطیف

منشی نجیب خان

مختار و رئیس: موضع اکبر پور ضلع بلند شہر[1]

Marfat.com

Marfat.com

دیباچہ

میرے والد مرحوم ومغفور چودھری نجیب خان ایک مدت تک اپنی قوم کی اصلاح اور تعلیم کی فکر میں رہے اوراس کے خواہاں وجویاں رہے کہ میری قوم کی ایک انجمن بن جائے اور یہ تحقیق ہو جائے کہ ہم راج پوت تو کہلواتے ہیں لیکن ہیں کس شاخ سے، ہمارا نسب کس راج پوت خاندان سے ملتا ہے؟

جوینده یا بنده میرے والد مرحوم کوتو اپنی قوم کی اصلاح اور تحقیقات کا ایک عرصہ تک خیال وملال رہا تھا. آخر ایک زمانہ آ کرانہیں کچھ معلومات بہم پہنچ گئیں اور وہ بہت خوش ہوتے تھے اور مجھے اکثر کہا کرتے تھے کہ اب ہم ایک رسالہ لکھیں گے اور مجھے معلوم تھا کہ وہ قوم کے متعلق کچھ تحقیق کر چکے ہیں اور کوئی رسالہ لکھ بھی رہے ہیں کہ دفعتاً ان کا انتقال ہوگیا۔

ان کے انتقال پر ملال کے بعد میں خود کو چنداں مطمئن نہ کر سکا قسم قسم کے افکار پیش آتے رہے، ایک روز خیال آنے پر یہ تحریر دیکھی تو میں بے حد خوش ہوا دل میں کہا کہ واقعی مرحوم اس کام کوانجام دے چکے تھے صرف اس کو چھپوا کر قوم تک پہنچانا باقی تھا۔ مرحوم اس رسالے کا کوئی نام تجویز نہ کر سکے تھے اب میں اپنی طرف سے اس رسالہ بے بہا تصنیف کا نام ''التحقیق'' رکھ کر شائع کراتا اور قوم کی نذر کرتا ہوں۔

خاکسار علیم الدین خان

بی. اے، ایل. ایل. بی

خلف: منشی نجیب خان مختار مرحوم [۲]

نوٹ: (۱) سے مراد حواشی ہیں جو صفحہ نمبر ۲۴ پر ہیں۔

[۲] سے مراد مخطوطہ کا صفحہ نمبر ہے جو صفحہ نمبر ۱۱۸ تا ۱۲۹ منسلک ہے۔ گلزاری

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد الله رب العالمین و العاقبۃ للمتقین و السلام علیٰ جمیع الانبیاء و المرسلین و الصدیقین و الشھداء و الصالحین و صل اللہ و علیٰ خاتم النبین محمدو اھلبیتہ و اصحابہ اجمعین.

وقولہ تعالیٰ فی کتاب المجید قرآن حمید:

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا. اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ. اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ.(الحجرات:۱۳)

ترجمہ: اے لوگو! پیدا کیا ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے اور بنا دیئے تمہارے خاندان اور ان کی شاخیں یعنی نسل اور گوت کہ شناخت کئے جاسکو، تحقیق ہمارے نزدیک معزز وہی ہے جو متقی ہو۔

اس ذاتِ وحدہ لا شریک، معبود یکتا، شہنشاہ حقیقی، خلاّقِ حقیقی، حکیمِ حقیقی، فلاسفرِ حقیقی، کے فلسفہ وحکمت پر غور فرمائیں کہ موجوداتِ عالم کو پیدا کر کے نسلِ انسانی کو ایک ہی مرد اور ایک ہی عورت یعنی آدم وحوا. برہما پاربتی.(ا) سے پیدا کیا. پھر ایک ہی نسل انسانی کو خاندانوں اور شاخوں پر تقسیم فرمادیا کہ اچھے برے نیک و بد، شریف و رذیل کا معیار قائم رہے اس معیار کے ساتھ ہی ساتھ دوسرا معیار شرافت، اتقا یعنی عصمت و طہارت قرار دے دیا. اس تقسیم اور اس معیار کے [۳] قائم کرنے میں ایک بڑا فلسفہ یہ ہے کہ اسی ایک نسل انسانی میں جب کوئی خاندان یا اس کی شاخ یعنی نسل یا اس کی گوت دنیا میں اپنے اعمال حسنہ اوصاف پسندیدہ کے سبب دینی اور دنیاوی ترقی کے مدارج

Marfat.com

طے کر کے، عروج و اقتدار حاصل کر کے دنیا میں عظمت و شہرت حاصل کر لیتا ہے وہی خاندان ممتاز بن جاتا ہے تو آخر کار ایسی شاخ یا خاندان کے نام لیوا رفتہ رفتہ اپنے عروج و ارتقاء کے زعم میں مغرور، خود پسند بن جاتے ہیں اور جو قوم یا خاندان یا کوئی شخص مغرور خود پسند بن گیا تو پھر ضروری ہے کہ وہ ظالم، بے درد، و ناانصاف اور بے عقل و بے بصارت بھی ہو جائے. کس واسطے؟ کہ غرور و خود پسندی میں ناانصافی، بیدردی، بے حمیتی اور ظلم کا مبداء ہیں۔

پس غرور و خود پسندی، ظلم و بے حمیتی، بے بصارتی، ناانصافی ہی وہ عیوب ہیں جو کسی صاحب عظمت و اقتدار خاندان کے نام لیواؤں کو رفتہ رفتہ دشمن خدا و دشمنِ بندگانِ خدا بنا دیتے ہیں. جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس قوم یا خاندان کی نسلی و خاندانی عظمت و شرافت، رزالت سے بدل جاتی ہے اور وہ نعماتِ الٰہی یعنی ایمان، حیا، حمیت، عصمت و طہارت، شجاعت، ریاست، حکومت، جو قدرت کاملہ سے اس قوم یا خاندان کو عطاء تھیں، اس سے سلب ہو کر کسی دوسری قوم کی طرف منتقل ہو جاتی ہیں اور وہ خاندان یا قوم دائرۂ رذائل میں آ کر ان نعمات سے محروم ہو کر زمانے کی نظروں سے گر جاتا ہے۔

جب ہم قرآن مجید فرقان حمید کی تلاوت سورۃ البقرۃ سے لے کر [پارہ] عم یتساءلون تک کرتے ہیں اور بڑی بڑی قوموں کے عروج و زوال کے قصص و حکایات جو اس میں بیان فرمائے، پڑھتے ہیں. تو نتیجہ یہی نکلتا ہے جو کچھ ہم نے بیان کیا. مثلاً ایک مقام پر فرمایا ہے:

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّ اَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ. (الانبیاء:11)

ترجمہ: اور بہت سی بستیاں جن کے ساکن ظالم تھے، اجاڑ دی گئیں اور ان کے بعد دوسری قوم پیدا کر دی ایک اور مقام پر فرماتا ہے: [4]

Marfat.com

فَاَهۡلَكۡنٰهُمۡ بِذُنُوۡبِهِمۡ وَاَنۡشَاۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ قَرۡنًا اٰخَرِيۡنَ. (الانعام:٦)

ترجمہ: پس ان کے گناہوں نے انہیں ہلاک کیا اوران کے بعد دوسرے اہل زمانہ پیدا کر دیے۔

یہ آیات امراء، رؤساء، مالکان ارضیات کے لیے سبقِ غیرت ہی نہیں بل کہ سبق تحفظ بھی ہیں ان آیات میں اورقوم یا اوراہل زمانہ سے مراد کوئی دوسری نسل نہیں ہے بل کہ اسی نسل آدم ہی میں بہترین سے بہترین قومیں پیدا ہوتی رہتی ہیں اور تا قیامت عالمِ موجودات میں پیدا ہوتی رہیں گی۔

بہر کیف کوئی صاحبِ حکومت و ریاست، معزز ومختارقوم یا خاندان، افعالِ قبیح، اعمالِ مذمومہ کے سبب تباہی و بربادی میں آتا ہے تو اس کے ساتھ ہی ساتھ یا بعد میں کسی اچھے گھرانے سے کوئی دوسری قوم خروج کرتی ہے جو اس گزر جانے والی قوم یا خاندان کی وارث و جانشین قرار پاتی ہے اسی سے مراد اورقوم ہے اور یہی قانونِ قدرتِ کاملہ ہے جو سلف سے جاری ہے اور یہی قاعدہ تابقائے نسل انسانی جاری رہے گا. کسی مٹ جانے والی قوم یا خاندان کے وارث و جانشین وہی قوم ہو گی جس میں اوصافِ اتقا[اور] صلاحیتیں موجود ہوں گی۔

اگرکوئی یہ سوال پیدا کرے کہ وہ قومیں یا وہ افراد انسانی بھی دنیا میں وارث تخت و تاج یا وارث قوم و ملک ہوتے رہے اور ہوتے رہیں گے اور ہو رہے ہیں جن میں اوصافِ اتقاء قطعاً نہیں. جواب یہ ہے کہ گو ان میں اوصاف اِتّقاء نہ ہوں لیکن مادہ صلاحیت وفراست ضرور ہو گا دوسری یہ کہ جب کوئی بڑی قوم ظالم بن جائے تو اس پر قدرت کاملہ ظالم حاکم مقرر کرتی ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا:

وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيۡ بَعۡضَ الظّٰلِمِيۡنَ بَعۡضًا بِمَا كَانُوۡا

Marfat.com

يَكْسِبُونَ ((الانعام:۱۲۹))

ترجمہ: ایسے ہی ہم ظالموں کو ظالموں کے پیچھے ہی کر دیتے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے۔

وہ اولاد ناخلف کہلانے کی حقدار ہوتی ہے جن میں اوصافِ صلاحیت و اتقاء باقی نہ رہیں۔ جن میں قوتِ اتقاء باقی ہے وہی نفوس اپنے معبود سے ڈرتے ہیں[۳] اور انہی گھرانوں کے ذکور و اناث صاحبِ عصمت ہوتے ہیں جو اللہ کی مقرر کی ہوئی حدود سے باہر نہیں ہوتے۔ اللہ کی مقرر کردہ حدود سے مراد وہ احکام اور وہ پابندیاں ہیں جو کتبِ سماوی (۴) و الہامی کے ذریعے سے نسلِ آدم تک پہنچائے گئے۔

بہرکیف اسی ایک نسلِ انسانی کی مختلف شاخوں ہی میں تمام انبیاء و مرسلین پیدا ہوئے اور انہی کی ذرّیت میں بڑے بڑے بادشاہ، شہنشاہ، راجے، مہاراجے ہوئے۔ جو ہزارہا سال تک دین و دنیا کی نعمات پر قابض و متصرف رہے جن کے عروج، اقتدار اور زوال و تباہی دنیا ہی کے تذکرے ہر زمانے کے اہلِ علم، اہلِ قلم ہی نے نہیں لکھے بل کہ مدعیانِ ادیان و ملل آسمانی کے مقدس صحائف الہامی میں بھی خلاق لم یزل شہنشاہ حقیقی نے بھی اس قسم کے قصص و حکایات بذریعہ الہام و وحی بیان فرمائے [۵] اور ایک ہی نسل انسانی کو مختلف خاندانوں اور شاخوں پر منقسم فرما کر آنے والی نسل انسانی کو سبق دے دیا۔ تا کہ اشرف و ارذل کا معیار قائم رہے اور آنے والی نسلوں میں جو گروہ عصمت، طہارت اور ننگ و ناموس کی حفاظت کا پابند رہے وہ ہی اشرف و عالی نسب والا گھر ہے۔

اسی نسل انسانی، انہی قوموں، خاندانوں سے جدا ہو ہو کر جو لوگ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدود سے باہر ہو گئے جن کو صلح رحمی کا حکم دیا گیا تھا انہوں نے قطعہ رحمی کی. پوشیدہ اور ظاہر مبتلائے فسق و فجور ہو ہو کر دائرہ اِتقا سے باہر ہوتے رہے وہ رذیل فرمایہ، ورن شنکر کہلانے کے مستحق ہوئے، جن کی مثالیں ہر زمانہ میں موجود رہیں اور اب بھی خفیہ اور

Marfat.com

اعلانیہ ایسی ہزار ہا مثالیں موجود ہیں اور یہ زندہ مثالیں ہنود، یہود، نصارا اور مسلمانوں میں ہمیشہ موجود رہیں اور یہی زندہ مثالیں موجود ہیں جن کی جگہ خالی چھوڑے دیتا ہوں

...............یا

ذات، پات یا نسلی امتیاز کا مسئلہ ایک نازک اور اہم مسئلہ ہے جس کا حل ہندو، مسلم، عیسائی اہل علم وانصاف، اہل تحقیق ہی کر سکتے ہیں۔

پھر چوں کہ اسی مختصر اور مجمل رسالے میں ایک ایسی قوم کی ایک ہیٹی ہوئی، مرجھائی ہوئی شاخ کا ذکر کرنا مقصود ہے. جو سرزمین ہند کے مقنن اول منو کی اولاد کہلاتی ہے جو سورج بنسی، چندربنسی کے معزز خطاب سے مشہور ومعروف رہی ہے. جس کی ایک مشہور نسل یادو بنسی کے نام سے مشہور ہے. اسی یادو بنسی شاخ میں ایک قوم جنجوعہ ہے جو اسی سرزمین ہند پر پندرہ سولہ صدی تک جنجوعہ راج پوت کے ممتاز لقب سے موسوم رہی تھی لیکن انقلاب زمانہ اور بے علمی کے سبب آج وہی قوم جھوجھے کے غیر معروف لقب سے موسوم ہو کر کمشنری میرٹھ کی دوسری راج پوت اقوام کی نظروں میں ایک جملہ معترضہ بنی ہوئی ہے ہر چند اسی کمشنری میرٹھ میں بسنے والے تنوار، گہلوٹ، چوہان، پونڈیر، گور، بڈگوجر راج پوت، چھوکر، جیسوال برگلے بنسیال ان راجپوتوں (جھوجھہ) کو کچھ اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھتے لیکن جب کبھی جنجوئے راج پوتوں کا ذکر درمیان [میں] آتا ہے تو ناک بھوں چڑھا کر، جھوجھہ کہہ کر چپ ہو جاتے ہیں لیکن یہ قوم اپنی حالت سے خود ایسی بے خبر ہوئی ہے کہ خود اپنے آپ کو جھوجھہ ہی کہتی ہے اس قوم [کے] پرانے شخص سے کچھ پوچھا تو اس نے یہ کہا کہ:

”(ہمارے) بڑے گڑھ گجنی سے آئے کسی بادشاہ کی فوج میں بھرتی ہوئے تھے. بادشاہ نے اس علاقہ میں وہ تمام گاؤں ہماری ہی قوم کو دے دیئے جہاں جہاں وہ آباد

Marfat.com

ہیں اور ہمارے بڑے دلی کے بادشاہوں کی فوجوں میں ملازم تھے اور ہمیں کچھ خبر نہیں نہ ہمیں یہ خبر ہے کہ جھوجھ کیا ذات ہے سنتے آئے ہیں کہ راج پوت ہیں ہمارا کوئی مورث بڑا راجا ہوا ہے‘‘[٦]

عرصہ ہوا جب ایک صاحب نے مجھے یہ فقرہ بھی کہا تھا کہ ہم نے اپنے بڑوں سے یہ سنا ہے کہ بابر بادشاہ ہماری قوم کو اپنی فوج میں بھرتی کر کے لایا تھا اور یہ بھی سنا ہے کہ جو قوم بابر بادشاہ کے ہمراہ تھی وہ قوم ہماری تھی اس لیے ہم تین ہزاری کے لقب سے بھی پکارے جاتے ہیں اور اپنے آپ کو راج پوت بھی کہتے ہیں بس اس سے آگے ہمیں کچھ خبر نہیں۔

میں خود اگر چہ اپنے بزرگوار سے سنتا آیا ہوں کہ ہم کھوکھر ہیں دوسرے بھٹینی اور جھوجھے، مگر یہ بات کوئی بڑا بزرگ بھی مجھے نہ بتلا سکا کہ کھوکر کون ہیں بھٹینی اور جھوجھے کیا ہیں؟

گو میں کھوکھر ہوں مگر میرے رشتے ناطے اسی غیر معروف قوم جھوجھے ہی میں ہوتے آئے ہیں. کچھ عرصے سے میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ گو ہمارے کاغذات میں ہم راج پوت لکھے ہوئے ہیں مگر لفظ جھوجھ کیا معنی رکھتا ہے اور اس قوم کا نسلی، نسبی تعلق کس قوم سے ہے. دوسری ہمسایہ قومیں اس قوم کو کیوں بہ نظر حقارت دیکھتی ہیں؟

اسی خیال وفکر میں مبتلا رہتا تھا [کہ] فروری ۱۹۱۹ء میں پنڈ راول کے مقام [پر] راج پوتوں کی ایک انجمن قائم ہوئی جس کا نام انجمن مسلم راج پوتان ہند رکھا گیا دو چار راج پوتوں نے مجھے اس انجمن کا ممبر بنالیا کارکنان انجمن مذکور سے بھی راج پوتوں کے حسب نسب پر تبادلہ خیالات کیا تو وہ کسی امر میں بھی میرا اطمنان نہ کر سکے اور قوم جھوجھے کے متعلق تو اپنی عدم معلومات کا قطعی اعتراف کیا۔

آخر اسی خیال وفکر میں ایک ایسے ذی علم، ذی ہوش محترم بزرگ سے میری

Marfat.com

ملاقات ہوگئی جو اس قسم کی معلومات میں کمال رکھتے ہیں ان کی تاریخی معلومات اور راج پوتی جذبات نے مجھے حیران کر دیا ان کی باتوں سے مجھے یہ اندازہ بھی ہوگیا کہ انہی راج پوتی خیالات کی اشاعت کے لیے، وہ کمشنری میرٹھ کے راج پوتوں سے ملتے رہتے ہیں خصوصاً لال خانی روساء سے ملتے رہتے ہیں. وہ راج پوت اقوام کی شیرازہ بندی کی تکمیل کی غرض سے کوئی راج پوت کانفرنس باقاعدہ قائم کرانا چاہتے ہیں. مجھے ان کی باتوں سے یہ پتہ بھی چل گیا کہ ان کے آباؤ واجداد اسی کمشنری میرٹھ کے رؤساء میں سے تھے لیکن ۱۸۵۷ء [۷] کے انقلابی غدر نے منتشر اور پریشان کر دیا اور وہ بزرگوار اپنے خیالات اور جذبے کی حالت میں ان پر یہ زندگی بے خانماں رہ کر گذر رہی ہے لیکن انہیں نہ اپنی کسی شہرت کی خواہش معلوم ہوتی ہے نہ اپنی ناموری کی بل کہ اکثر اوقات بگڑ کر کہہ جاتے ہیں. کہ میں مجبور ہوگیا ہوں ورنہ اپنا نام بھی لینا نہیں چاہتا تھا۔

میں نے ان سے مختلف راج پوت اقوام کے متعلق کچھ سوالات کئے تو مجھے ہر بات کا جواب اطمینان بخش دیا اور قومیت قدیمہ یا امتیاز نسلی و خاندانی کے متعلق کلام مجید کے دو چار نکات ایسے بتلا دیئے جن سے میری تشفی ہوگئی. جب میں نے کمشنری میرٹھ کے راج پوتوں کے ساتھ قوم جھوجھے کا ذکر کیا. تو وہ بہت ہنسے آخر کہا کہ جس طرح اور بہت راج پوت خاندان دو سو سالہ انقلابات میں تباہ و برباد ہو ہوکر غیر معروف ہوگئے ایسے ہی یہ قوم جھوجھہ بھی اپنی حالت سے بے خبر ہوکر غیر معروف ہوگئی ہوگی لیکن یہ قصور راج پوتوں کا ہے نہ دوسری تہذیب یافتہ قوموں کا، یہ تمام قصور قوم جھوجھہ کا ہے ورنہ اب سے پانچ صدی پیشتر سے دو صدی پیشتر تک یہ ہی جھوجھہ قوم جنجوعہ کے معزز لقب سے موسوم اور چغتائی خاندان کے بادشاہوں کی نظروں میں ایک ممتاز راج پوت قوم تھی۔

یہ وہی جنجوعہ راج پوت قوم ہے جس کا ذکر چغتائی خاندان کے چاند بابر نے اپنی

Marfat.com

تزک میں کیا ہے. در اصل بابر کمشنری راول پنڈی کے پہاڑی علاقوں سے جنجوعے راج پوتوں کو رسالوں میں بھرتی کر کے لایا اور ضلع سہارنپور سے ضلع بلند شہر تک اسی جنگجو بہادر جنجوعہ قوم کے رسالے کے رسالے قائم کر دیئے. تا کہ شمالی علاقہ سے کوئی دشمن دلی پر حملہ آور نہ ہو سکے. جنجوعہ راج پوت بڑی بہادر ثابت قدم قوم تھی. جو محمود غزنوی کے حملوں کے زمانہ سے کمشنری راول پنڈی کے پہاڑوں میں ابھی تک آباد ہے۔ اب سے ڈیڑھ صدی پیشتر تک یہ قوم بڑے علاقے کی مالک رہی لیکن صوبہ پنجاب کے انقلاباتی غدر میں قوم جنجوعہ بالکل تباہ و برباد ہو کر رہ گئی اب اس قوم میں بہت کم مالک آراضی رؤسا ہیں ان کی گذراوقات فوجی ملازمت پر [۸] گذراوقات ہے یا سول ملازمت پر. لیکن کمشنری راول پنڈی میں جنجوعہ قوم اب بھی معزز و ممتاز سمجھی جاتی ہے۔

بہر کیف یہ قوم بگڑ کر جنجوعے سے جھوجھہ بنی ہے یہ وہی قوم جنجوعہ ہے جس کا ذکر ظہیر الدین بابر نے اپنی تزک میں کیا اور اپنے ساتھ جنجوعے کے رسالے بھرتی کر کے دلی لایا تھا۔

مجھے ان ہی محترم بزرگوار نے ایک بھاٹ کا بھی پتہ دیا تھا اور کہا تھا کہ وہ بھاٹ تمام سورج ہنسی، چندر ہنسی، یادو ہنسی خاندانوں کے حالات بتلائے گا. جب میں نے قوم جنجوعے کے حالات دریافت کئے تو مجھے اسی نساب نے لکھا کہ جنجوعہ راج پوت، یادو ہنسی راج پوت ہیں. راجا گج، جو یادو ہنسی نسل سے تھا. جو بکر ماجیت کا بازو ہوا ہے. جس نے غزنی یعنی گجنی کے قلعوں کی بنیاد ڈالی تھی. راجا گج کے بعد اس کا بڑا بیٹا راجا سالباسن تھا جس کی شادی دلی کے بادشاہ انگ پال پتھورا کی شہزادی سے ہوئی تھی. راجا سالباسن کے اس کے بطن سے جو دلی کے بادشاہ کی راجکماری تھی، یہ بیٹے پیدا ہوئے۔

جگیتو، جنج، جگو، گنگو، رسالو، سالباسن کی وفات کے بعد اس کا بڑا فرزند راجا جگیتو

گجنی (غزنی) کا راجا ہوا اور راجا جنج دلی کے بادشاہ کی طرف سے اب سے سولہ سو سال پیشتر اس مقام پر گورنر ہو کر آیا تھا جسے آج تک لوگ جنجیانہ کہتے ہیں. یہ جنجیانہ دراصل کئی صدی تک راجا جنج ہی کی اولاد کا دارالقرار رہا لیکن جس زمانہ میں ہند پر محمود حملے کر رہا تھا. اسی راجا جنج کی اولاد جنجیانہ سے اُٹھ کر کمشنری راول پنڈی کے پہاڑی علاقوں میں حفاظتِ ہند کے لیے مقرر کی گئی لیکن چوں کہ محمود نے اپنے حملوں میں اتنی کامیابی حاصل کر لی تھی کہ غزنی سے لاہور تک اس کی اولاد برسر حکومت تھی اسی زمانہ میں قوم جنجوعہ مشرف با اسلام ہوگئی تھی. چنانچہ جب بابر نے ہند پر حملہ کیا ہے. یہ قوم جنجوعہ مسلمان ہی تھی اور بحالت اسلام ہی انکو اپنے رسالوں میں بھرتی کر کے لایا تھا۔(۳)

راجا جنج کا بڑا بھائی راجا جگیتو جو تخت گجنی (غزنی) کا وارث تھا جس کی اولاد جگتائی کے لقب سے موسوم تھی جو مشرف اسلام ہونے پر چغتائی خاندان کے لقب سے موسوم ہوئی. بہرکیف راجا جنج اور راجا جگیتو راجا گج کے پوتے ہیں جو یادوبنسی خون رکھتا تھا. بابر چوں کہ یادوبنسی خون رکھتا تھا اسی سلسلہ نسب سے متاثر ہو کر اس کے پوتے [۹] جلال الدین اکبر بادشاہ [مہا] ولی کی شادی.................. اور راٹھوروں میں ہوئی اسی کمشنری راول پنڈی میں راجا رسالو کی اولاد قوم بھی راجا ٹوانہ کے نام سے مشہور ہیں یہ گج کے سلسلۂ نسب میں ہے ایک اور قوم سیال اور کھرل نام سے اسی کمشنری راول پنڈی میں آباد ہے دراصل یہ سیال اور کھرل بھی راجا گج کے سلسلہ اولاد میں ہیں. ان کے مورث کرن اور سنگلہ ہوئے ہیں جو راجا گج کے فرزندِ اکبر راجا سالباھن کے پوتے تھے. اس سلسلہ سے سیال اور کھرل بھی یادوبنسی راج پوت ہیں۔

ایک اور قوم جودھڑ ہے جو اسی کمشنری راول پنڈی میں ایک معزز زمیندار قوم تسلیم کی گئی ہے یہ قوم راجا جودہ کی نسل سے ہے یہ راجا جودہ بھی راجا سالباھن کا پوتا تھا. اس

Marfat.com

سلسلے سے جو ڈھر بھی یادوہنسی راج پوت ہیں. میرا منشا تمام ہند میں بسنے والوں کی تحقیقات نہیں نہ مجھ جیسا کم علم کم مایہ اس بات کی جرأت کرسکتا ہے کہ وہ تمام راج پوت نسلوں اور خاندانوں کے حالات لکھ سکے. اس کے لیے تو بڑے علم اور بڑے دل، بڑے دماغ کی ضرورت ہے۔

گو مجھے ذات پر کوئی فخر نہیں اور نہ کوئی ذی علم و دانش صاحبِ معرفت شخص، ذات پر نازاں ہوسکتا ہے. اس واسطے کہ انسان کی نجات عافیت اس کے اعمال حسنہ، افعال پسندیدہ پر منحصر ہے اور اس شہنشاہ حقیقی نے ایک ہی نسلِ انسانی کو خاندان اور شاخوں پر تقسیم فرما کر نجات عافیت کا انحصار شرط اِتقا پر موقوف فرما دیا. اور اپنی مقدس کتاب کے ذریعہ سے ہر انسان کو ایک ہی کسوٹی دیدی. تا کہ وہ اپنی ذات کو خود پہچان سکے.

بہر کیف مجھے یہ خوشی اور یہ فخر ہے اور میں اپنے معبود کا شکریہ ادا نہیں کرسکتا کہ مجھے اپنی قوم کے متعلق وہ معلومات بہم پہنچ گئیں جس کی اس بے خبر جنجوعہ قوم کو فی زمانہ اشد ضرورت ہے. میں اپنے دل کا حال ظاہر کر چکا ہوں کہ مجھے ذات اور نسب پر کوئی فخر نہیں میری نجات عافیت میرے اعمال و ایمان پر موقوف ہے۔

لیکن چوں کہ دنیا میں امتیاز نسلی اور قوم کا سوال ہمیشہ بلند رہا۔ اور ہے اور رہے گا اس لیے ضروری ہے [۱۰] کہ ہر قوم اپنے قومی حالات اور اپنے سلف کے کارناموں سے آگاہی رکھتی ہو. میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جنجوعہ راج پوت قوم کا حال تحقیق ہوگیا اب مجھے ایک دنیا سے اٹھ جانے والے جنجوعے کا یہ کہنا تصدیق ہوگیا. کہ ہمارے بڑے گجنی سے آئے تھے ہمیں کوئی بادشاہ اپنی فوج میں نوکر رکھ کر ادھر لایا تھا ایک اور مرنے والے کا یہ کہنا بھی صحیح ہوگیا کہ ہمارے بڑوں کو بابر بادشاہ اپنی فوج میں بھرتی کر کے لایا تھا. جو قوم بابر کے ہمراہ تھی ہماری ہے. اب قوم جنجوعے کو اللہ کا شکر بجالانا اور خوش ہوجانا

Marfat.com

چاہئے کہ لفظ جھوجھہ غلط اور بگڑا ہوا لفظ ہے، صحیح لفظ جنجوعہ ہے اور جنجوعہ راجا جنج کی اولاد ہیں جو راجا سالباھن کا بیٹا اور راجا گج کا پوتا تھا. جو یادوبنسی نسل سے تھا جنجوعہ قوم یادوبنسی قوم ہیں. اس میں جو کھوکر ہیں وہ تو راٹھوروں کی شاخ میں ہیں لیکن جو بھٹینی کہلاتے ہیں وہ بھی یادوبنسی ہی ہیں طرفہ یہ ہے کہ جس علاقہ سے ظہیر الدین بابر جنجوعوں کو بھرتی کر کے لایا جس کا ذکر بابر نے اپنی تزک میں کیا ہے. وہ قوم آج بھی اسی علاقے میں آباد ہے اور کھوکھر اور بھٹینی بھی ان میں آباد ہیں فرق یہ ہے کہ کھوکھر، بھٹینی، جنجوعے سے علیحدہ علیحدہ ہیں اس علاقے میں تینوں رشتے ناطے کر کے ایک جز بن گئے. شاید اسی لیے کہ ابتدائے آمد سے یہ قوم فوجی کام پر مامور رہی رشتے ناطے بھی باہم دیگر کرتی رہی لیکن ڈیڑھ سو سالہ انقلاب میں مبتلا ہوئی اور اپنے حالات سے بے خبر بھی ہوگئی. کیونکہ اسی کمشنری میرٹھ میں اس قوم کا سلسلہ قائم ہے اسے چاہیے کہ دوسری قوموں سے جداگانہ طور پر اپنی ایک انجمن جنجوعہ راج پوت کے نام سے قائم کرے کس واسطے؟ فی زمانہ کسی ہیٹی ہوئی دستور زمانے کے زبردست ہاتھوں سے بے حد ہیٹی ہوئی قوم کی اصلاح اور تعلیم کا بہترین ذریعہ انجمن اور اس کے ماتحت ایک تعلیمی فنڈ اس کی بنیاد ہو سکتی ہے۔

اگر اس قوم نے اپنی ایک انجمن کی بنیاد قائم کر کے ایک تعلیمی فنڈ قائم کر دیا تو امید ہے کہ کبھی نہ کبھی یہ قوم بھی کسی شمار میں ہوگی. اگر اللہ کو منظور ہے تو انشاء اللہ عنقریب اس رسالے کو [۱۱] شائع کروا کر قوم کی نذر کرونگا۔ والسلام

ربنا اغفرلی ولو الدیّ وللمومنین یوم یقوم الحساب

خاکسار نجیب خان
خلف، فتح یاب خان
ساکن: اکبر پور/ضلع بلند شہر [۱۲]

Marfat.com

حواشی از مؤلف

ا۔ جب یہ تحقیق کیا جاتا ہے تو برہما اور پاربتی ہی آدم وحوا ثابت ہوتے ہیں.صرف زبان اور بیانات کا ہیر پھیر معلوم ہوتا ہے.اسی طرح نوح اور منو کے متعلق جب تحقیق کیا جائے گا تو نوح اور منو ایک ہی نکلیں گے.اس میں بھی زبان کے فرق کے ساتھ صرف بیانات کا ہی ہیر پھیر ہے۔

۲۔ کتب سماوی یا صحائفِ آسمانی جنہیں کتبِ الہامی کے لقب سے بھی منسوب کیا گیا ہے وہ سناتن، دھرم کے وید اور دھرم شاستر ہیں. یہود و نصاریٰ کی بائبل، اہل اسلام کا قرآن مجید فرقان حمید۔

۳۔ قوم جنجوعہ میں کسیر ڈورہ، چندیلے، بگھیلے خاندانوں کے راج پوت جونواحِ دلی سے سرحدی حفاظت کے لئے روانہ کئے تھے.محمود کے دورِ حکومت میں یہ سب کے سب مشرف با اسلام ہو گئے چناں چہ کسیر، ڈورہ، چنڈیلے، بگھیلے، بھٹینی، کھوکھر وغیرہ ان تمام گوتوں کے راج پوت کمشنری راول پنڈی میں بکثرت آباد ہیں۔

منشی نجیب اللہ خان اور رسالہ التحقیق

(1) منشی نجیب اللہ خان کی شخصیت:

منشی نجیب اللہ خان، موضع اکبر پور جھوجھہ (ضلع بلند شہر۔ اتر پردیش) میں جناب فتح یاب خان کے ہاں جھوجھہ برادری میں پیدا ہوئے۔ آپ کے بچپن میں ہی آپ کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ آپ کے والد صاحب نے دوسری شادی کر لی۔ آپ کے والد گرامی چونکہ زمینداری سے وابستہ تھے پس آپ کو بھی اسی کام میں لگا دیا گیا لیکن آپ کی طبعیت اس کی طرف مائل نہیں تھی۔ ایک بار اسی وجہ سے گھر میں تنازعہ ہو گیا اور آپ گھر چھوڑ کر بلند شہر چلے گئے جہاں فوٹو گرافری کا کام سیکھا۔ آپ کی دادی صاحبہ نے اپنا زیور بیچ کر نقدی آپ کے حوالے کی تا کہ آپ فوٹو گرافی کی دکان ڈال لیں۔ آپ نے بلند شہر میں فوٹو گرافی کی نمائش میں حصہ لیا اور نمایاں مقام حاصل کیا۔ اس طرح آپ بطور فوٹو گرافر مشہور ہو گئے اور آپ کا کام چل پڑا۔ معاشی طور پر پر سکون ہونے کے بعد، تعلیم کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ حصول تعلیم میں مشغول ہو گئے اور مڈل پاس کرنے کے بعد آپ نے مختار کا امتحان پاس کیا اور بلند شہر کی کچہری میں پریکٹس کا آغاز کیا، خوب نام کمایا اور اپنی کمائی سے کئی دیہات خریدے۔ ۳۲/۱۹۳۰ء کے ایکٹ کی وجہ سے پانچ دیہات باقی بچے جوان کے ورثا کے زیرِ کاشت رہے۔ (۱)

آپ ڈسٹرکٹ بورڈ کے ممبر بنتے رہے اور نواب آف چھتاری کو چیرمین بورڈ بنوانے میں حصہ لیتے رہے اور نواب آف چھتاری کے دوست رہے۔ آپ کی شہرت اور معاشرے میں عزت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ بلند شہر کے زرعی کالج

Marfat.com

میں جو طالب علم اول آتا ہے اسے ''نجیب اللہ خان گولڈ میڈل'' دیا جاتا ہے۔
آپ کی واحد اولاد جناب علیم الدین خان صاحب تھے۔ منشی نجیب اللہ خان نے 27 اکتوبر ۱۹۳۰ کو وفات پائی اور بلند شہر کے چوراہا کالا آم میں زیرِ خاک آسودہ ہیں۔ ان کے صاحب زادے جناب علیم الدین خان صاحب نے علی گڑھ سے بی اے۔ ایل ایل بی کیا وہ سلسلہ سہروردیہ غزنویہ کی شاخ جہانگیریہ کے معروف شیخ شاہ محمد عبدالشکور جہانگیری سے بیعت تھے۔ (۲) آپ کا شجرہ جو کتاب ''برن سے بنوں تک'' از جناب میجر ریٹائرڈ رفیع الدین باور (۳) سے ماخوذ ہے مندرجہ ذیل ہے:

مرزا خان (مورث اعلیٰ اکبر پور [جھوجھہ])

|

دائم خان

|

فتوری خان

|

شجاعت خان

|

فتح یاب خان

|

ملا نجیب اللہ خان (مختار و رئیس بلند شہر)

|

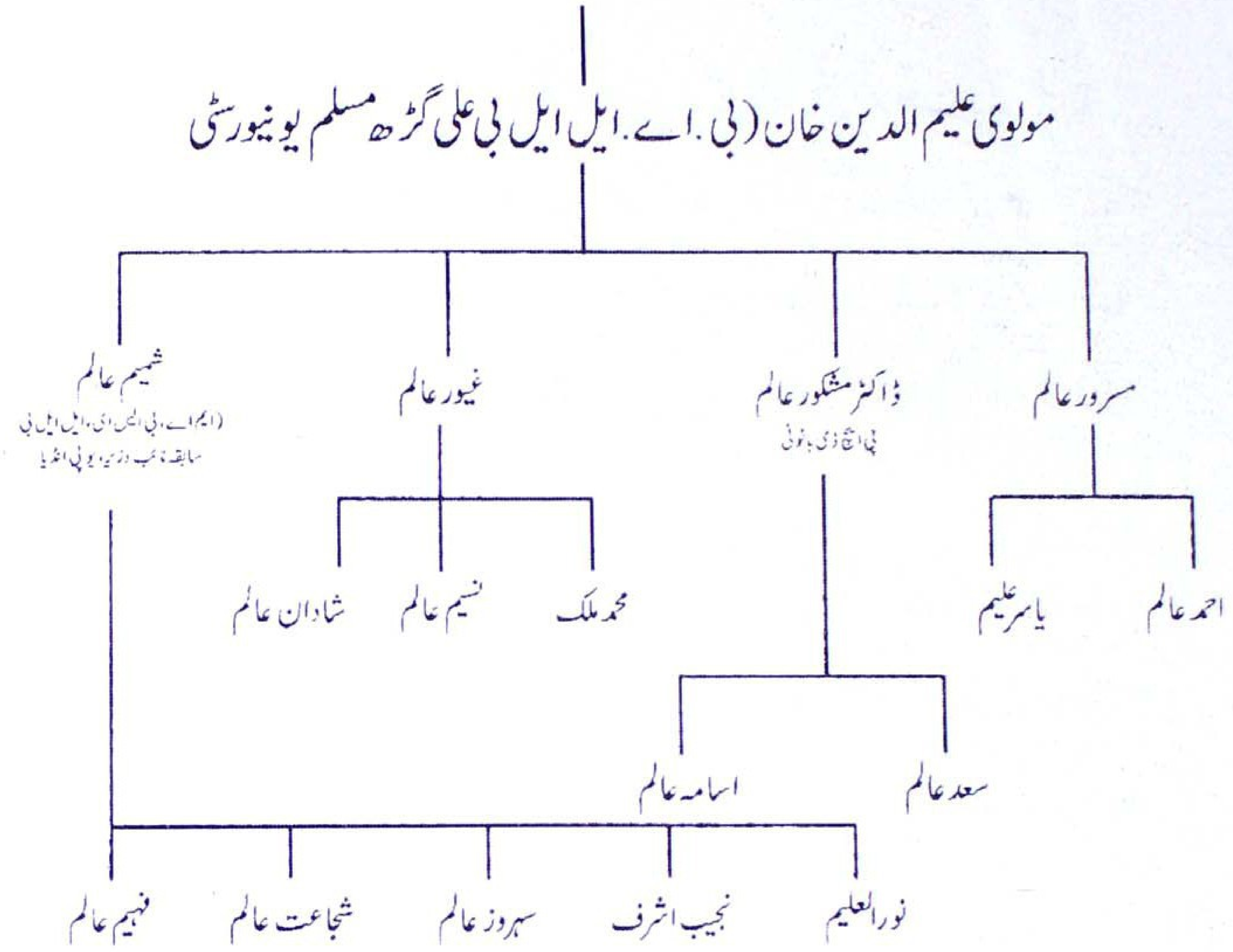

میں یہاں کتاب گلاوٹھی از سید منصور عاقل صاحب اسلام آباد سال اشاعت جون 1998ء سے اقتباس پیش کرتا ہوں۔(۴)

''مرحوم جناب نجیب اللہ خان صاحب بلند شہر میں وکالت کرتے تھے انہوں نے اپنے پیشہ میں بلند مقام اور امتیاز حاصل کیا انہوں نے اپنی آمدنی سے کئی گاؤں خریدے یہی وجہ تھی کہ ان کا شمار بلند شہر کے روساء میں ہوتا تھا انہوں نے ملکی سیاست میں بھی بھرپور حصہ لیا ان کا انتقال 27 اکتوبر 1930ء کو بلند شہر میں ہوا۔ ان کے صاحبزادے مولوی علیم الدین خان نے بھی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے بی اے ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کی اور باپ کی طرح وکالت میں نام پیدا کیا یہی نہیں بلکہ وکالت کا یہ سلسلہ آگے بھی چلا اور

Marfat.com

ان کے فرزند شمیم احمد [شمیم عالم] خان نے بھی جو راقم الحروف کے مسلم ہائی سکول بلند شہر میں ہم جماعت تھے، علی گڑھ سے ایم اے ایل ایل بی کرنے کے بعد وکالت شروع کی تاہم ان کا رجحان سیاست کی طرف زیادہ رہا جس کے نتیجے میں وہ تقسیم ملک کے بعد صوبہ یو۔ پی میں غذا اسپلائی اور انڈسٹری کے نائب وزیر بھی رہے"۔

یہ تو تھا جناب سید منصور عاقل صاحب کا کتاب گلاوٹھی سے ایک اقتباس۔

جھوجھہ برادری میں آپ اب تک ایک پُر اثر شخصیت کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ کچھ اختلاف بھی رکھتے ہیں اُن میں وہ لوگ شامل ہیں جو کہ جھوجھہ نام کو چھوڑ کر دوسرے نام اختیار کرنا چاہتے تھے۔لیکن جناب نجیب اُللہ خان صاحب نے اپنے قبیلے کے نام کو اپنائے رکھا اور اپنا قبیلہ اور نسب دُنیاوی دِکھاوے کی خاطر نہ بدلا اور اپنے موضع اکبرپور کے ساتھ جھوجھہ کو اپنی شناخت کی خاطر پسند فرمایا۔ نیز اپنی شناخت کو جاننے کی خاطر ہی یہ رسالہ التحقیق لکھا جو آج زیر بحث ہے۔ یہاں ان کی دین اسلام سے بھی محبت ظاہر ہوتی ہے کہ قرآن اور حدیث کے مطابق قبیلہ کی شناخت پر قائم رہے اور ایک دوسری حدیث کے مطابق اپنے نسب پر قائم رہے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت کے سائے میں رکھے۔ آمین

پیدا کہاں ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ
افسوس تُم کو میرؔ سے صحبت نہیں رہی

Marfat.com

۲۔ رسالہ التحقیق

از زبیر احمد گلزاری

جناب نجیب اللہ خان صاحب کا یہ مسوّدہ تقریباً 1920ء کا تحریر شدہ ہے۔ اس طرح جھوجھہ قوم کے متعلق یہ اولین تحریری دستاویز ہے جو مجھے جناب نور العلیم کے ذریعے بلند شہر (بھارت) سے موصول ہوا ہے۔ اس سے پہلے اس کا عکس میجر مرحوم رفیع الدین صاحب کی کتاب ''برن سے بنوں تک'' میں شائع ہوا تھا لیکن مدھم ہونے کی وجہ سے پڑھا نہ جاسکتا تھا۔ رسالہ بارہ صفحات پر مشتمل ہے پہلا صفحہ سرورق کا اور دوسرے صفحے پہ مولف کے صاحب زادے جناب علیم الدین خان صاحب کا دیباچہ شامل ہے جب کہ بقیہ دس صفحات متن کے ہیں۔ رسالے کے کاتب جناب علیم الدین خان ہیں۔ رسالے کے آخر میں ترقیمہ نہیں ہے جس سے یہ معلوم ہوسکے کہ یہ رسالہ کب نقل کیا گیا اور نہ ہی دیباچے میں کتابت کی تاریخ درج ہے۔

یہ رسالہ بڑا پر مغز اور حقیقت پر مبنی ہے، جس سے نجیب اللہ خان صاحب کی شخصیت، ذہانت، حقیقت پسندی اور اُن کی اپنے قبیلہ کی تاریخ کے متعلق پر خلوص جستجو کا اندازہ ہوتا ہے۔ میں جناب شمیم الدین صاحب (حال مقیم علی گڑھ) اور نور العلیم (۵) (جو کہ نجیب اللہ خان صاحب کے پڑپوتے ہیں) کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے قلمی مخطوطہ کی صاف فوٹو کاپی مجھے عنایت کی تا کہ اُن کی خواہش کے مطابق وہ اس پر تبصرہ سے مستفید ہوسکیں۔

میرا یعنی زبیر احمد گلزاری (پ: 27 مارچ 1949ء) کا تعلق جھوجھہ برادری ضلع

Marfat.com

ہردوار (پہلے ضلع سہارن پور) کے ایک موضع مقرب پور کلیر شریف سے ہے اور میں جناب نجیب اللہ خان صاحب کی عظمت اپنے بزرگوں سے سنتا آرہا ہوں۔ میرے محترم چچا عبدالباری گلزاری (بی۔اے علی گڑھ) جن کی عمر اس وقت 96 سال ہے، نے جناب نجیب اللہ خان صاحب کو دیکھا ہوا ہے وہ فرماتے ہیں کہ آپ کا قد مناسب اور سر بڑا تھا جو سرداروں کی نشانی ہوتا ہے اور آپ بہت ذہین تھے۔

میرے بڑے ابا (تایا) رشید احمد گلزاری صاحب جو قانون گو تھے، کی ملاقات جناب نجیب اللہ خان صاحب سے ہوئی تو جب یہ پتہ چل گیا کہ دونوں افراد جھوجھ قبیلہ کے ہی افراد ہیں تو ملاقاتیں دونوں ضلعوں کی رشتہ داریوں میں اس طرح بدل گئیں کہ راقم الحروف کی دوسگی پھوپھیاں بلند شہر کے جھوجھ برادری میں بیاہی گئیں شاید اس پر مزید پیش رفت ہوتی اگر جناب نجیب اللہ خان صاحب کا انتقال صرف پچاس سال کی عمر میں 1930ء میں نہ ہو گیا ہوتا۔ چوں کہ یہ شادیاں انہی بزرگوں یعنی رشید احمد صاحب اور نجیب اللہ خان صاحب کی برادری کو یک جا کرنے کی کوشش کے نتیجہ میں ہوئی تھیں۔ اس لحاظ سے مقرب پور ضلع سہارن پور (موجودہ ضلع: ہردوار) کی جھوجھ برادری جناب نجیب اللہ خان صاحب کو اچھی طرح عزت و احترام سے جانتی ہے۔

اب کچھ باتیں التحقیق اور جھوجھ قبیلہ کے بارے میں عرض کرتا ہوں اور اس ضمن میں درج ذیل عنوانات کے تحت بحث کی جائے گی۔

(الف)۔ کیا جھوجھ راجپوت ہیں؟

(ب)۔ عمومی طور پر جھوجھ کو کیوں راجپوت تصور کیا جاتا رہا۔

(ج)۔ جھوجھ عربی النسل ہیں اور سالار مسعود غازیؒ کے ساتھ غزنی سے آئے۔

(د)۔ لفظ کھوکھر کی حقیقت۔

(ر)۔ لفظ چغتائی کی حقیقت۔

(س)۔ کیا جھوجھہ ترک ہیں؟

(ص)۔ قبیلہ بھٹینی یا بھٹی

(ط)۔ قبیلہ جھوجھہ اور بنجارا

(ع)۔ کتاب سلطان الشہدا میں جھوجھہ مواد پر تبصرہ

(ریفرنس کے طور پر میں اپنے ٹائپ شدہ صفحوں کا حوالہ دوں گا)

Marfat.com

کیا جھوجھہ راج پوت ہیں؟

یو پی انڈیا میں ہندو راجپوت سے مسلمان ہونے والوں کو رانگھڑ کہا جاتا ہے جبکہ جھوجھہ کو رانگھڑ نہیں کہا گیا۔ یہ ایک ثبوت ہے کہ جھوجھہ ہندو راجپوت سے مسلمان نہ ہوئے بلکہ یہ اسلامی لشکر کے ہمراہ تبلیغ اسلام کرنے ہند آئے اور تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ پاکستان کے موضع شہید انوالہ (اب موضع بھائی کے لال چند) میں انکے بارہ شہدا ہیں جو تقریباً ایک ہزار سال قبل شہید ہوئے۔

جناب محترم ڈاکٹر ایچ۔اے۔قریشی التمی الصدیقی ایم اے ہسٹری ،ایم اے پولیٹیکل سائنس اور پی۔ایچ۔ڈی ہسٹری، نے التحقیق رسالہ پر میرے تبصرہ پر یہ لکھ کر کہ اگر جھوجھہ راجپوت سے مسلمان ہوئے ہوتے تو وہ رانگھڑ کہلائے ہوتے ،میری تائید کی ہے۔بہرحال جھوجھہ کو کبھی بھی رانگھڑ نہیں کہا گیا۔

پھر محترم نجیب اللہ خان کا التحقیق میں یہ تحریر کرنا کہ مسلمان راجپوت، جھوجھوں کو (راجپوت کہلوانے پر) اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھتے ، سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ جھوجھہ اپنے آپ کو کبھی بھی راجپوت ثابت نہ کر سکے۔اور انکو رانگھڑ کبھی نہ پکارا گیا جو کہ ہندو راجپوت سے مسلمان ہونے کا ایک ثبوت ہوتا۔

یہ بات گزٹیئر آف سہارن پور 1909ء از ایچ۔آر۔نول میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔(٦)صفحہ نمبر 102 سطر نمبر 11 پر راجپوت کے عنوان میں تحریر کیا ہے کہ

"In addations to these, a very large number of Rajputs profess the Musulman faith and are known generically as Rangers."

ترجمہ: ان کے علاوہ ایک بہت بڑی تعداد مسلمان راجپوتوں کی ہے جن کو راجپوت ماخذ سے مانا جاتا ہے اور رانگھڑ کہلاتے ہیں

اسی گزٹیئر کے صفحہ 109 پر راجپوت کے عنوان سے سطر نمبر 24 پر تحریر کیا گیا ہے

"Rangars or Musalaman Rajputs are very numerous in saharanpur."

ترجمہ: رانگھڑ یا مسلمان راجپوت سہارن پور میں بڑی تعداد میں ہیں۔

نیز صفحہ نمبر 110 پر جھوجھہ کے عنوان سے سطر نمبر 31 پر تحریر ہے۔

"Jhojhas asserts for themselves as Rajput Extraction, though this is vigorously denied by Rangers and others.

ترجمہ: جھوجھہ اپنے آپ کو راجپوت بتاتے ہیں لیکن رانگھڑ اور دوسرے ان کو بڑی شدت سے جھٹلاتے ہیں۔

نوٹ: مندرجہ بالا گزٹیر میں جھوجھہ اور رانگھڑ راجپوتوں کی تعداد علیحدہ علیحدہ درج ہے۔

لہذا جھوجھہ چونکہ کبھی رانگھڑ نہیں کہلائے اس لئے وہ راجپوت نہیں ہیں

محترم جناب علیم الدین صاحب ولد نجیب اللہ خان صاحب کا مخطوطہ کے صفحہ نمبر ۲ پر دیباچہ ہے۔ پہلے پیراگراف میں آپ فرماتے ہیں کہ

''میرے والد مرحوم و مغفور چودھری نجیب اللہ خان صاحب ایک مدت تک اپنی قوم کی اصلاح اور تعلیم کی فکر میں رہے اور اس کے خواہاں اور جویاں رہے کہ میری قوم کی ایک انجمن بن جائے اور یہ تحقیق ہو جائے کہ ہم راجپوت تو کہلواتے ہیں لیکن ہیں کس شاخ سے؟ ہمارا نسب کس راجپوت

Marfat.com

خاندان سے ملتا ہے؟''۔

یہ سوال بہت اہم ہے

''کہ ہم راجپوت تو کہلواتے ہیں لیکن ہیں کس شاخ سے، ہمارا نسب کس راجپوت خاندان سے ملتا ہے؟''۔ یہ ایک بہت بڑا پر مغز سوال ہے۔

اسی طرح یہ جملہ بھی اہم ہے کہ

''کچھ عرصے سے میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ گو ہمارے کاغذات میں ہم راج پوت لکھے ہوئے ہیں لیکن لفظ جھوجھہ کیا معنی رکھتا ہے اور اس قوم کا نسلی، نسبی تعلق کس قوم سے ہے اور دوسری ہمسایہ قومیں اس قوم کو کیوں بہ نظر حقارت دیکھتی ہیں''؟ (مخطوطہ صفحہ نمبر ۷ لائن نمبر ۸)

میں یہاں ایک انگریز مصنف ہنری ایم ایلیٹ کی لکھی ہوئی کتاب سے عبارت نقل کرتا ہوں جس کا مفہوم بھی مندرجہ بالا عبارت سے ملتا ہے۔ کتاب کا نام ہے

Encyclopidia of caste, customs , rites and supersititions of the races of Northern India Page 298 Vol I

> "**Jhojha** :- This tribe in all probability composed of converted Rajputs, but why they have taken ~~thdistinctive~~ the distinctive name of Jhojas is not ~~clear~~ (2). clear(2)

یعنی ''قبیلہ جھوجھہ تمام تر ممکنات کے ساتھ [ہندو] راجپوتوں سے مسلمان ہوئے لیکن انہوں نے اپنا علیحدہ خصوصی نام جھوجھہ کیوں رکھا یہ سمجھ سے بالاتر ہے''۔ یہ بات انکی سمجھ سے بالاتر اس لیے ہے کہ راجپوتوں میں کوئی گوت جھوجھہ نام کی ہے ہی نہیں جب کہ انکی عادات و خصائل راجپوتوں کی طرح ہیں جس کی وجہ سے انگریزوں نے

Marfat.com

شک کی بنا پر جھوجھہ کو ممکنات میں راجپوت جانا۔ لفظ جھوجھہ ہندی پراکرت کا لفظ ہے جس کا مطلب جنگجو کے ہیں جبکہ اِس قبیلہ کا عربی نام جھجا ہے جس کا مطلب بھی جنگجو ہے اور یہ صفاتی نام ہندی لفظ جھوجھہ سے متشکل اور ہم معنی ہونے کی وجہ سے ہند میں مشہور ہو گیا۔ بعد کے مصنفین نے ہندو نام کی وجہ سے جھوجھہ قبیلہ کو قدیم ہندی قبیلہ ہی سمجھا جیسا کہ اوپر لکھا گیا کہ یہ تمام تر ممکنات میں راجپوت ہیں، جو کہ غلط ہے۔ جھوجھہ دراصل عربی النسل ہیں۔ (لفظ جھوجھہ پر مزید تحقیق تاریخ جھوجھہ میں آرہی ہے)

یہاں انگریز مصنف کا یہ لکھنا کہ Why They have Taken The distinctive name of jhojha is not clear اور جناب نجیب اللہ خان صاحب کا یہ لکھنا کے ''ہم راجپوت تو کہلواتے لیکن ہیں کس شاخ سے اور ہمارا نسب کس راجپوت خاندان سے ملتا ہے؟ دونوں کا سوال ایک لاعلمی کو ظاہر کرتا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے اس نام کو راجپوتوں میں تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن اپنی چالیس سالہ تحقیق سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جھوجھہ کا نام راجپوتوں کی کسی بھی مستند کتاب میں گوت یا قبیلہ کہ طور پر درج نہیں ہے۔

کرنل جیمز ٹاڈ کی کتاب (۸) Annals and Antiquates of Rajhistan راجپوتوں کی تاریخ اور گوتوں پر سند کا درجہ رکھتی ہے کتاب ۱۸۲۹ء میں لکھی گئی تھی لیکن اس کتاب میں کہیں بھی جھوجھہ کا ذکر کسی بھی راجپوت نسل یا گوت میں نہیں ہے انگریزوں نے جو گزٹیئر ضلع سہارن پور، مظفر نگر، بلند شہر اور بجنور اضلاع پر اپنے زمانہ میں لکھے اُن میں جھوجھہ قوم کو کہیں بھی راجپوتوں کی کسی گوت سے نہیں لکھا بلکہ بلند شہر کے ضمن میں انکو راجپوتوں اور مغلوں کا غلام تحریر کیا ہے جیسا کہ کتاب Encyclopedia

Marfat.com

of Cast, Customs, Rites and Supersition of the races of Northern India(9) کے صفحہ نمبر 138 پر جھوجھ کے عنوان سے مندرجہ ذیل تحریر موجود ہے۔

Jhojha:

The Word Literally means the stomach, and is the designation of an inferior class of Musulmans. The jhojhas, in Parganah Baran of Bulandshahr, represent themselves as converted Rathores, Chauhans, and Tuars; but by other they are considered to be converted slaves of these tribes. In like manners those of Anupshahr are said to be slave of Moghals, converted to the Mohammedanism. They are despised by the Badgujars, and other converted Rajputs of the neighborhood, with whom the are not suffered to intermarry; Form which their servile origin may be fairly presumed. They are scattered over different parts of the Doah and Rohilkhand, and are reported to be good Cultivators. Hence the saying:----

झोझा हाली लाकर घर बैठो चौपड खेल

"Employ a Jhojha as ploughman, and you may sit at home and play at backgammon".

One of the Chief cause of the value attached to their services is, that being Musulmans, they are not restrained by Hindu

Marfat.com

observances of certain festivals. Thus, while Hindu are waiting for the Dithwan(q.v) before they cut their suger-cane, the Jhojhas have already begun to press their cane and manufacture their suger.(9)

مندرجہ بالاتحریر کے باقی ماندہ مندرجات پر تاریخ جھوجھہ میں بحث آئے گی یہاں تو صرف جھوجھہ راجپوت ہیں کہ نہیں،اس حصہ پر بحث کی جاتی ہے اب آپ مندرجہ بالاتحریر میں یہ دیکھیں کہ بڑ گوجر اور دوسرے راجپوت ان کو گری ہوئی نظروں سے کیوں دیکھتے ہیں اور ان میں شادیاں باہم کیوں نہ ہوتی تھیں۔محترم نجیب اللہ خان صاحب نے لکھا ہے۔

''دوسری ہمسایہ قومیں اپنی قوم کو کیوں بہ نظر حقارت دیکھتی ہیں''اسی طرح التحقیق میں ایک اور مقام پر تحریر کیا ہے۔''اسی یا دوبنسی شاخ میں ایک قوم جنجوعہ ہے جو اسی سرزمین ہند پر پندرہ سولہ صدی تک جنجوعہ راجپوت کے ممتاز لقب سے موسوم رہی تھی لیکن انقلابات زمانہ اور بے علمی کے سبب آج وہی قوم جھوجھے کے غیر معروف لقب سے موسوم ہو کر کمشنری میرٹھ کی دوسری راجپوت اقوام کی نظروں میں ایک جملہ معترضہ بنی ہوئی ہے ہر چند اسی کمشنری میرٹھ میں بسنے والے تنوار، گہلوٹ، چوہان، پونڈیر، گور، بڈ گوجر، راجپوت چھوکر، جیوال، برگلے، ہنسیال ان راجپوتوں [جھوجھہ] کو کچھ اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھتے لیکن جب کبھی جنجوعے راجپوتوں کا ذکر درمیان آتا ہے تو ناک بھوں چڑھا کر، جھوجھہ کہہ کر چپ ہو جاتے ہیں''۔

Marfat.com

محترم نجیب اللہ خان صاحب مرحوم نے اصلیت لکھ دی۔ اب آپ یہ دیکھیں کہ جھوجھ اگر ثبوت کے ساتھ راجپوت نہیں ہیں اور ہم جھوجھ گوت کو راجپوتوں میں نہ بتلا سکیں تو راجپوت ہم کو کیسے راجپوت کا درجہ دے دیں۔

جھوجھ اپنے آپ کو راجپوت ثابت کرنے کے لیئے کوئی مستند نشانی نہ رکھتے تھے اسی وجہ سے پرانے راجپوت، جھوجھ کو راجپوت ماننے پر تیار نہ تھے نیز وہ جھوجھ قبیلہ کی اس کوشش کو گری ہوئی نگاہوں سے دیکھتے رہے۔ ہر قبیلہ کی طرح راجپوتوں کی بھی گوت (Sub-castes) ہیں مسلمان راجپوت ہونے کی ایک نشانی یہ ہے کہ انکو ہندو راجپوت رانگھڑ کہتے ہیں جبکہ جھوجھ کبھی بھی رانگھڑ نہیں کہلائے۔ دوسرا راجپوت کی کوئی مسلمہ گوت بھی جھوجھ کے پاس نہ ہے۔ اب اگر کسی جھوجھ نے ثابت کرنا ہے کہ وہ راجپوت ہے تو اس کو دلائل سے ثابت کرنا ہوگا کہ وہ راجپوت ہے جھوجھ نام کی کوئی گوت راجپوتوں میں ہے ہی نہیں۔ جھوجھ لفظ تو عربی لفظ جھجا کی، ہندی پراکرت کے لفظ جھوجھ، سے متشکل ہونے کی وجہ سے ہند آنے پر وجود میں آیا جھجا (ہندی پراکرت میں جھوجھ) دراصل عربی النسل ہیں اور کسی طور بھی راجپوت نہیں ہیں۔ یہ لفظ جھجا اور جھوجھ صفاتی نام ہیں نسبی نہیں۔

''برن سے بنوں تک'' مولفہ میجر رفیع الدین باورسن اشاعت ۱۹۸۶ء جو ۳۶۳ صفات پر مشتمل ہے باب نمبر ۶ میں ''اس برادری کی اکثریت راجپوتوں کی کس گوت سے تعلق رکھتی ہے'' کی سرخی کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔(۱۰)

''اس کی وجہ یہ ہے کہ گوت کے سلسلے میں یہ برادری بڑی الجھن اور دماغی

Marfat.com

خلفشار کا شکار رہی ہے''۔ مصنف نے جھوجھہ برادری مقرب پور ضلع سہارن پور کی دو خواتین کی شادیاں جو کہ بلند شہر کی برادری میں، جناب نجیب اللہ خان بلند شہر اور قانون گو رشید احمد صاحب سہارن پور کی جھوجھہ برادری کو اکٹھا کرنے کی کوششوں سے ہوئی تھی، کو بھی رد کر دیا کہ اس سے بلند شہر کی برادری جھوجھہ نہ سمجھی جائے۔ نیز انہوں نے جنجوعہ راجپوت ہی کو جھوجھہ ثابت کرنے کی کوشش بلا کسی تاریخی دلیل بلکہ اپنی قیاس آرائی کرنے کی کوشش کی ہے۔(۱۱)

اسی کتاب میں ''مواضعات کے بانی مورث اعلیٰ کہاں سے آئے؟'' کے عنوان کے تحت اپنے اختتامی پیراگراف میں تحریر فرماتے ہیں (۱۲)

''ہم نے یہاں ان اسلاف کی بات کی ہے جنہوں نے اسی برادری کے موجودہ مواضعات کی بنیاد اندازاً تین صدی پیشتر ڈالی تھی۔ رہا سوال ان اسلاف کے جدامجد کا، تو اس بات کے امکانات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ وہ لوگ کسی مسلمان فاتح کے ساتھ اس کی فوج میں شامل ہو کر ہندوستان کے شمالی علاقوں سے آئے ہوں اور ان فاتحین نے انہیں دہلی کے گرد نواح میں آباد کر دیا ہو۔ تاریخ سے یہ ثابت ہے کہ محمود غزنوی، شہاب الدین غوری، تیمور اور خاص طور سے بابر کے ہمراہ جو لوگ شمالی علاقوں سے ان کی فوجوں میں شامل ہو کر آئے ان میں سے بہت بڑی تعداد دہلی کے گردونواح میں آباد ہو گئی ہو''۔

ایک اور مقام پر موضع دیولی خورد کے عنوان کے تحت چودھری نعمت اللہ خان

Marfat.com

مرحوم جولا ہور کے راجپوت بلاک میں رہتے تھے، لکھا ہے کہ ان کے مورث اعلیٰ جن کا نام کمال الدین تھا شہاب الدین غوری کی فوج میں شامل ہوکر ہندوستان آئے۔

ایک اور مقام پہ ''مواضعات کے بانی مورثان اعلیٰ کہاں سے آئے'' کے تحت بھی لکھا ہے کہ موضع دیولی خورد کے لوگ کہتے ہیں کہ انکے بزرگ افغانستان کے رہنے والے تھے اور غزنی سے ان کے ایک بزرگ کمال الدین نام کے ۱۱۹۲ء میں شہاب الدین غوری کے لشکر کے ساتھ ہندوستان آئے اور دہلی میں آباد ہوئے۔ (۱۳)

دراصل جھوجہ راجپوت ہی نہیں ہیں اسی وجہ سے مصنف ''برن سے بنوں تک'' میں کوئی گوت راجپوتوں کی نہ لکھ سکے۔ ہاں جنجوعہ سے بگڑ کر جھوجھ، قیاس ہی ہے۔

''برن سے بنوں تک'' سے دو باتیں سامنے آئی ہیں

(۱) کہ جھوجھ برادری کی راجپوتوں میں کوئی نسل یا گوت مصنف نشاندہی نہ کر سکے۔

(۲) نیز جھوجھ برادری میں یہ روایت بھی موجود ہے کہ انکے اجداد افغانستان سے ہند آئے۔

سید منصور عاقل صاحب اپنی تالیف گلاوٹھی میں مسلم راجپوتوں کے موضوعات کے عنوان سے لکھتے ہیں۔ (یاد رہے کہ گلاوٹھی تحصیل، ضلع بلند شہر میں ہے جہاں جھوجھ برادری کے ۲۳ مواضعات ہیں)۔ (۱۴)

''سنیٹہ گٹھاولی اور مالاگڑھ کے علاوہ متعدد دیہات اور مواضعات بھی ایسے تھے جو گلاوٹھی کے ڈاک خانے، پولیس سٹیشن اور ریلوے سٹیشن سے وابستہ تھے۔ ان میں سے اکثر کی معاشرتی خصوصیت یہ تھی کہ یہاں ایک ہی برادری کے لوگ کثرت سے آباد تھے جنہیں ''جھوجھ برادری'' کے نام سے یاد کیا

جاتا تھا۔ یہ لوگ نہایت محنتی، جفاکش، ذہین اور ترقی پسند رجحانات کے حامل تھے چنانچہ ان حضرات میں سے بیشتر نے مختلف شعبوں میں نمایاں حیثیت حاصل کی جب کہ جھوجھہ برادری تعلیم سے دلی وابستگی کے سبب تیزی سے ترقی کرتی رہی''۔

اسی طرح ''برن سے بنوں تک'' پر تبصرہ انہوں نے اس طرح کیا ہے۔

''پاکستان آنے کے بعد اس برادری کے ایک فاضل رکن میجر (ریٹائرڈ) رفیع الدین باور ''برن سے بنوں تک'' کے نام سے ۱۹۸۶ میں راولپنڈی سے ایک کتاب شائع کی جس میں اس برادری کے بارے میں تفصیل سے کوائف مہیا کیے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اصل میں یہ جھوجھہ برادری نہیں بلکہ جنجوعہ راجپوت برادری ہے ہمارے نزدیک زیرنظر کتاب کے سیاق و سباق میں اس بحث کی کوئی اہمیت نہیں ہے''(۱۵)

آپ یہاں دیکھئے کہ جناب سید منصور عاقل صاحب نے جھوجھہ یا جنجوعہ راجپوت پر اپنی کوئی حتمی رائے دینے سے گُریز کیا ہے بلکہ صرف یہ لکھا کہ میجر رفیع الدین باور صاحب مرحوم نے جھوجھہ برادری کو جنجوعہ راجپوت ثابت کرنے کی کوشش کی اس کا مطلب یہ ہوا کہ عرف عام میں یہ برادری جھوجھہ ہے راجپوت ثابت کرنے کی کوشش ہے۔

مجھے اودھ کے گزٹیئر ۱۸۷۷ء میں جھوجھہ قبیلہ پر مواد مل گیا جس میں تحریر ہے کہ یہ سالار مسعود غازیؒ کے لشکر کے ذریعے کسمنڈی کے راجہ کنس کی سالار مسعود غازیؒ کے لشکر سے شکست پر، دباؤ میں آکر مسلمان ہوگئے۔ ایک انگریز مسٹر بُٹ (Butt) نے یہ

قیاس ظاہر کیا کہ یہ قدیم النسل ''بھر'' قوم سے مسلمان ہو گئے ہوں گے۔ نیز یہ کہ اُس زمانہ میں یہ جھوجھہ قوم قلعوں کی مالک تھی جس میں Ant اور Mal کے قلعے شامل تھے اور یہ جھوجھہ Master of the Country تھے اور گھڑوال (یعنی راٹھوروں) نے ان کی ملازمت اختیار کی۔ یاد رہے کہ قنوج پر اپنا اقتدار ختم ہونے کے بعد گھڑوال قوم، مارڑوار راجھستان میں نقل مکانی کرنے کے بعد راٹھور کہلائے۔

جب راٹھور قوم نے جھوجھہ کی ملازمت اختیار کی تو کیا ہم ان کے غلام رہے یا وہ ہمارے غلام رہے؟ گزٹیئر اودھ کے مطابق انہوں نے ہماری غلامی کی۔ پھر باہم شادیوں کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا چونکہ جھوجھہ عربی انسل اور پرانے مسلمان ہیں اور باہم ہی شادیاں کرتے ہیں یعنی (Endogamy)۔ لہذا یہاں پر اس تبصرہ میں انگریزوں کی لکھی ہوئی تحریر، انہی کے گزیٹیر اودھ میں لکھی ہوئی تحریر سے نفی ہو جاتی ہے۔ اگر جھوجھہ راجپوت ہوتے تو راجپوتوں میں شادیاں ہوتیں جب کہ جھوجھہ عربی النسل ہونے کی وجہ سے اپنے کفو کی خاطر مقامی راجپوتوں میں شادی نہ کرتے تھے جس کو انگریز مصنف نے دوسرے انداز میں الٹا سمجھ کر غلط لکھا۔ دراصل باہم شادیاں نہ ہونا اس چیز کی دلیل ہے کہ جھوجھہ راجپوت ہیں ہی نہیں لہذا راقم الحروف بجا طور پر لکھ سکتا ہے کہ جھوجھہ، راجپوت نہیں ہیں۔

محترم پروفیسر ڈاکٹر ایچ۔اے۔قریشی الہاشمی الصدیقی صاحب نے مجھے التحقیق کے مسودہ پر جھوجھہ کے راجپوت نہ ہونے کے متعلق مندرجہ ذیل دلائل تحریر کر کے بھیجے ہیں۔

"Annete Susannah Beveridge: Babur Nama, First Published 1921, 1997 Reprint by Low price publications, Dehli:

Marfat.com

14 miles north of Bhira lies the mountain-range written of as the Koh-i-jud. On it dwell two tribes, descendants from one parent-source, one is called jud, the other janjuha. These two form of old have been the rulers and lawful commanders of the peoples and alus of the range and of the country between Bhira and Nilab. Their rule is friendly and brotherly. The agreement is to give one shahrukhi for each Yoke of oxen and seven for headship in a household; there is also service in army. The jud and Janjuha both are devided into several clans. The Koh-i-Jud runs for 14 miles along the Bhira country taking off from those Kashmir mountains that are one with hindukush and it draws out to the south-west as far as the foot of Dinkot on the Sind river. On one half of it are the jud, the janjuha on the other. people call it koh-i-Jud through connecting it with the jud tribe. The principal headman gets the title of Rai; others his younger brothers and sons, are styled Malik. The

Marfat.com

janjuha headmen are maternal uncles of Langar khan. The ruler of the people and horde near the soohan water was named malik Asad.[Both were janjua. Malik asad was] 22 Or 23 Years old. As it was always in my heart to possess Hindustan and and as these several countries, Bhira etc. had once been held by the Turk, I pictured them as my own and was resolved to get them into my hands whether peacefully or by force. For these reasons it being imperative to treat these hillmen well, this following order was given: "Do not hurt or harm to the flocks and herds of these people, nor even to their cotton-ends and broken needles". [They submitted to him through Langar Khan Janjua. He was utilized] to go and speak the Bhira people fair (to submit him). Khoosh-ab was bestowed with a standard on Langar Khan. We settled that he was to help Hindu Beg. Therewere also Sangar Khan janjuha and Malik Asad Janjuha. [Thereafter Babur returned back to

Marfat.com

Kabul].Sangar Khan Janjuha came, made offering of a horse and did me obeisance on 22nd February, 1519. In September, Langar Khan was appointed to help Muhammad Ali Jan Jang to victual the fort purshawur.On 13 December, 1519 Sangar Khan came from Bhira and waited on me.[He is in his service till February, 1527 when] The Biana garrison made a rather incautious sally too for out: the enemy [Rajputs of Rana Sanga] fell on them in some force and put them to the rout.There Sangar Khan Janjuha became a martyr. "

''اس طرح جنجوعہ اور جود دونوں کا بابر کی نوکری میں ہونا ایک تاریخی حقیقت ہے اور اس سے کوئی انکار ممکن نہیں ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ بابر کی نوکری میں ہندوستان بھی آئے لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ جھوجھہ ہیں کیونکہ وہ اس وقت تک مسلمان بھی ہو گئے تھے اور جنجوعہ ہی کہلاتے تھے۔ لہذا ان حقائق سے آپکی باتوں کو تقویت پہنچتی ہے۔ مندرجہ بالا میں یہ بھی لکھا ہے کہ انکی بہت سی clans تھیں اور انکے آپس میں شادی بیاہ کے رشتہ تھے اور درحقیقت

Marfat.com

راجپوت خاندانوں کے کچھ حصّوں کے مسلمان بن جانے پر بھی انکے
تعلقات پر کچھ اثر نہیں پڑتا تھا۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے
کہ جھوجھے راجپوتوں کی کوئی شاخ یا راجپوت نہیں ہو سکتے۔ اگر کوئی یہ
کہے تو یہ بھی ثابت کرے کہ جنجوعہ کی کوئی clan جھوجھہ بھی کہلاتی تھی
کیونکہ مندرجہ بالا سے انکی متعدد clans کا ہونا ثابت ہے۔ اس سے
یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ جھوجھہ نام سنتے ہی راجپوت کیوں ناک
بھوں چڑھاتے ہیں؟ اس اقتباس سے ہمکو تین نام لنگر خان، ملک
اسد اور سنگر خان جنجوعہ مسلمان راجپوتوں کے مل جاتے ہیں جو ان پر کام
کرنے کے لئے کافی کارآمد ہیں۔ یہاں یہ بھی واضح کر دوں کہ
راجپوتوں سے مسلمان ہونے والوں کے لئے جو term عموماً استعمال
ہوتا ہے وہ رانگھڑ ہے جھوجھہ نہیں اور اپنے کفو کی حفاظت کے لئے شیخ
زادے عموماً رانگھڑوں میں شادی نہیں کرتے اور اگر کوئی کر لیتا ہے
تو پھر اس خاندان سے شادی بیاہ کرنا بند کر دیا جاتا ہے۔ میرے وطن
بجنور میں ابھی تک یہی رواج ہے۔"

لہٰذا راقم الحروف بجا طور پر یہ لکھ سکتا ہے کہ جھوجھہ راجپوت نہیں ہیں۔

Marfat.com

عمومی طور پر جھوجھہ کو راجپوت کیوں تصور کیا جاتا رہا؟

اب میں یہاں پر وہ تمام ممکنات (probability) درج کرتا ہوں جنکی بنیاد پر یہ غلط تصور کیا جاتا ہے کہ جھوجھہ راجپوت ہیں۔ (دیکھئے صفحہ نمبر ۱۶ پر جھوجھہ کے لئے انگریزی عبارت)

1۔ راجپوت جنگجو مانے جاتے ہیں اسی طرح جھوجھہ بھی ایک جنگ جو قبیلہ ہے۔ جبکہ جھوجھہ کا مطلب ہندی پراکرت میں جنگ جو ہی ہے۔ دیکھیے صفحہ نمبر 409 لائن 6،

A Dictionary of Urdu , Classic Hindi & English (16)

پر، پراکرت ہندی کا مطلب۔

2۔ اس برادری کا ہند میں ایک ہزار سال سے زیادہ عرصہ قیام کی وجہ سے ان میں کچھ راجپوتی رسم رواج کا اثر پذیر ہونا ہے جیسا کہ بھات، چھوچھک، جھونٹ وغیرہ کی رسمیں سب وہی ہیں جو ہندو راجپوتوں میں موجود ہیں۔

3۔ جھوجھہ کے نقش اور رنگ و روپ قدیم ہندی قبائل سے مختلف ہیں۔ اس لیے کہ جھوجھہ عرب سے ایک ہزار سال پہلے اور راجپوت وسطی ایشیا سے پندرہ سو سال پہلے ہند آئے دونوں کے نقش قدیم ہندی قبائل سے مختلف ہونے کی وجہ سے دونوں کو ایک ہی سمجھ لیا جاتا ہے۔

4۔ جھوجھوں کے عادات اور خصائل بھی راجپوتوں سے ملتے ہیں۔ بات کے پکے اور آن بان والے۔ بھوکے ننگے رہنا منظور مگر کیا مجال کسی کے آگے ہاتھ پھیلائیں یا اپنی بات کو نیچا ہونے دیں۔ کوئی کسی کے ہاں چھاچھ (لسی) مانگنے نہیں جائے گا کسی کو بھیجنی ہو تو خود گھر دے کر جائے۔ کوئی عورت دوسرے کے ہاں، چاہے وہ کتنی ہی غریب

ہے، ملازمت نہیں کرے گی۔ کوئی ایسا کام آپڑے جس میں خواتین کی مدد کی ضرورت ہو تو بلاوا بھیجو سب آکٹھی ہو جائیں گی اور مفت کام کریں گی۔ پیسے دے کر کام کروانا ہو تو خدمت گاروں کی عورتوں کو بلاوٴ برادری کی کوئی عورت نہیں آئے گی۔ دوکانداری اور بنیا گری معیوب خیال کی جاتی ہے اور ہر موضع میں ایک بندو بنیا اس کام کے لیے رکھا جاتا تھا۔ کھیتوں میں سبزی اگانا عیب تصور ہوتا تھا انکا یہ کہنا کہ یہ کام مالی اور کنجڑوں کا ہے۔ بھلا جھوجھ یہ کام کیسے کرسکتا ہے۔ (ماخوذ "برن سے بنوں تک")

5۔ مزید ممکنات سے یہ بھی ہے کہ ان کا ذریعہ معاش پاک صاف یعنی بنیادی طور پر زمینداری اور کاشتکاری ہے۔ اور پیشے کے لحاظ سے پاکی اور طہارت والے کام تک محدود ہیں۔ مسلمان ذاتوں کی درجہ بندی میں یہ مزید چیزیں بھی خصوصیت رکھتی ہیں یعنی تعلیم، دولتمندی، خواتین میں پردہ کا رواج اور ان کا باہر کھیتوں میں کام نہ کرنا وغیرہ۔ جو جھوجھوں میں موجود ہیں تو اس لحاظ سے جھوجھوں کی کچھ خصوصیتیں ہندو راجپوتوں سے ملتی ضرور ہیں۔ لیکن یہ راجپوت نہیں ہیں۔

نوٹ: میرے والد محترم نے مجھے بچپن میں بتایا تھا کہ ان کے دادا گلزار محمد صاحب نے کبھی خود ہل نہیں چلایا تھا۔ پرانے راجپوت اور برہمن بھی خود ہل چلانا معیوب سمجھتے تھے۔ یہ ایک خصوصیت بھی راجپوتوں والی ہمارے اجداد سے ملتی جلتی ہے۔

مندرجہ بالا وہ مماثلتیں جن کی وجہ سے جھوجھ کے عنوان کے تحت اس تبصرہ کے صفحہ نمبر ۶۱ کی انگریزی تحریر میں جھوجھ کو تمام ممکنات کے ساتھ راجپوت سمجھا گیا وہ بیان ہوئیں لیکن جھوجھ کسی طور پر راجپوت نہیں۔ یہ ایک قیاس ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

Marfat.com

جھوجھہ عربی النسل ہیں اور ہند میں سالار مسعود غازیؒ کے ساتھ غزنی سے آئے۔

اب میں نجیب اللہ خان صاحب کی تحریر کے صفحہ نمبر ۶ لائن نمبر ۲۰ سے ۲۱ تک تحریر کی ہوئی ایک بزرگ کی روایت کو زیر بحث لاتا ہوں۔ (صفحہ کا ریفرنس مخطوطہ سے ہے)

''ہمارے بڑے گڑھ گجنی [غزنی] سے آئے، کسی بادشاہ کی فوج میں بھرتی ہوئے تھے بادشاہ نے اس علاقہ میں وہ تمام گاؤں ہماری ہی قوم کو دے دیئے جہاں جہاں آباد ہیں''

مندرجہ بالا روایت بڑی معنی خیز ہے یعنی ''کسی بادشاہ کی فوج میں بھرتی ہوئے تھے''۔ ''کسی بادشاہ'' کا نام نہیں لیا۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ سالار مسعود غازی کا نام تاریخ سے غائب ہوا جس کی وجہ سلطان محمود غزنوی کی اولاد کی ہند پر حکومت اور سالار مسعود سے عناد کی خاطر یہ نام لینا جرم بن جاتا ہوگا۔ اسی لیے ''کسی بادشاہ'' لکھا گیا اور نام نہ لکھا۔

غزنی پر سلطان سبکتگین کے زمانہ سے غزنویوں کی حکومت ۹۷۷ء میں قائم ہوگئی تھی۔ پھر ان کے بیٹے سلطان محمود غزنوی نے ۹۹۸ء سے ۱۰۳۰ء تک حکومت کی اور ہند پر حکومت لاہور کے گورنر کے ذریعہ ہوتی تھی۔ سلطان محمود غزنوی کے بعد ان کے بیٹے سلطان مسعود غزنوی نے ۱۰۳۰ء سے ۱۰۴۱ء تک حکومت کی)(۱۷) The Later: Ghaznavids by C.E. Bose Worth) اسی دوران ۴۲۴/۱۰۳۴ء میں سالار مسعود غازی کی شہادت بہرائچ میں ہوئی۔ (۱۸)

اب دو شخصیتوں کا ایک ہی نام، ایک ہی وقت میں یعنی سالار مسعود غازی اور

Marfat.com

سلطان مسعود غزنوی۔اب دو تلواریں ایک نیام میں۔ اسی لیے معلوم یہ دیتا ہے کہ سلطان مسعود غزنوی کے دور میں سالار مسعود کا نام لیا جانا ایک جرم بن گیا ہوگا۔ اسی لیے عوام الناس میں تو آپ کا نام روایتوں میں چلتا رہا لیکن کسی بھی ہم عصر تاریخ دان نے آپ پر کوئی تاریخ نہ چھوڑی۔ اور Name Survives but History has vanished والا حساب ہے۔اگر ہم اوپر کی تحریر میں کسی بادشاہ کی جگہ سالار مسعود غازی کا نام لکھ دیں تو یہ میری تحقیق کہ جھوجھہ سالار مسعود غازی کے ساتھ تقریباً ایک ہزار سال پہلے غزنی سے ہند آئے، کو تقویت مل جاتی ہے۔

اس روایت میں بادشاہ کا غزنی سے آنا تو ثابت ہے۔اب دیکھنا یہ ہے کہ غزنی سے کون کون سے لشکر ہند آئے تو اس میں پہل سبکتگین نے کی پھر ان کا بیٹا سلطان محمود غزنوی اور ان کے بعد اسکی اولاد۔یعنی یہ خاندان ۹۷۷ء سے ۱۱۸۶ء تک حکمران رہا۔اور اسی دوران سالار مسعود غازی بھی ہند میں تشریف لائے اور ۱۰۳۴ء میں شہید ہو گئے۔ سالار مسعود غازی اور جھوجھہ کا تعلق اس طرح بن جاتا ہے کہ جھوجھہ اب تک سالار مسعود غازی کے لشکر کی راہ گذر پر آباد ہیں۔(دیکھئے راہ گزر کا منسلک نقشہ صفحہ ۱۳۰) ۱۸۹۱ء کی مردم شماری کے مطابق جھوجھہ قبیلہ نے مندرجہ ذیل علاقوں میں اپنا نام درج کروایا۔ دیرادون، سہارن پور، مظفر نگر، میرٹ، بلند شہر، آگرہ، فرخ آباد، اتھ، بجنور، مراد آباد، شاہ جہان آباد، پیلی بھیت، کان پور، ترائی، سیتا پور، کھیری، فیض آباد، بہرائچ اور پرتاب گڑھ

Ref: The Tribes & castes of the North Western Provinces & Oudh. (۱۹)

اس کے علاوہ موجودہ پاکستان پنجاب میں یہ قبیلہ دریائے سندھ کے مشرقی کنارے پر جنڈ میں ضلع اٹک کے پاس، میانوالی، سرگودھا، مظفر گڑھ، ڈیرہ غازی خان، ملتان، اوکاڑہ (تحصیل دیپالپور میں بارہ شہدا جھوجھ کا مزار ہے)، بہاولنگر، بہاولپور، ساہیوال اور چیچہ وطنی میں اب تک موجود ہیں۔ نیز سندھ میں لاڑکانہ اور حیدر آباد میں جج کے نام سے، افغانستان میں جاجی کے نام سے صوبہ پکتیہ میں ضلع جاجی، صوبہ خوست میں جاجی میدان، صباری اور بک اضلاع میں، پاکستانی بارڈر کے ساتھ کرم ایجنسی میں بستے ہیں۔ یہ تمام علاقے میرے کتابی مشاہدے میں آچکے ہیں اور کچھ افغانستان کے جاجیوں سے جو کہ پاکستانی ہیں ان سے میرے رابطے ہیں۔

اب ہم کتاب سلطان الشہداء سے منسلک نقشہ جس پر سالار مسعود غازی کے لشکر کی راہ گذر دکھائی گئی ہے، صفحہ نمبر ۱۳۰ پر نظر ڈالتے ہیں۔

یہ لشکر غزنی افغانستان سے چلا اور دریائے کابل کو جلال آباد کے پاس سے عبور کرتے ہوئے پھر سوات ندی کو عبور کرتے ہوئے لاہور (پرانا) ضلع صوابی میں دریائے کابل اور سندھ کے ملاپ پر پہنچا۔ اور یہاں سے دریائے کابل کو عبور کر کے دریائے سندھ کے مغربی کنارے سے ہوتا ہوا، اٹک کے پار سے ہوتا ہوا میانوالی کے پار دریائے سندھ کے مغربی کنارے پر ڈیرا اسماعیل خان، ڈیرہ غازی خان سے ہوتا ہوا اوچ کے مقام پر پہنچا اور یہاں سے دریائے سندھ کے اس وقت کے پتن سے دریا کو عبور کر کے ملتان، دیپالپور، ساہی وال، بہاولنگر کے پاس سے گزرتا ہوا پاک پتن (اجودہن) پہنچا۔ اور پھر موجودہ پاک و ہند کی سرحد کو عبور کرتا ہوا انڈیا میں داخل ہو گیا۔ اور بھٹنڈا، سرسہ، حصار، پانی پت، ہانسی، اور رُہتک کے نواح سے ہوتا ہوا دہلی پہنچا۔

Marfat.com

دہلی سے میرٹھ جس کے قریب ہر دوراضلع ہے اور دوسری طرف بلند شہر واقع ہے۔ پھر وہاں سے بجنور، سنبھل، مراد آباد، بدایوں سے ہوتا ہوا قنوج اور کان پور سے گزرتا ہوا لکھنو بارہ بنکی ہوتا ہوا بہڑائچ پہنچا جس کے نواح میں ہی فیض آباد اور گونڈااور ترائی کے ضلعے واقع ہیں۔اور بہڑائچ میں سالار مسعود غازی شہادت کے رتبہ کو پہنچے۔ نیز ایک معرکہ پرتاب گڑھ میں بھی ہوا تھا جس کے لیڈر قطب حیدر تھے اور یہ واقع کڑا اور مانک پور میں وقوع پذیر ہوا تھا۔

اب اگر ہم جھوجھہ کی موجودہ آبادی کو اور ۱۸۹۱ء کی مردم شماری کی آبادی سے دیکھیں تو یہ ظاہر ہو جائے گا کہ جھوجھہ قبیلہ اب تک اسی راہ گذر پر آباد ہیں جہاں جہاں سے یہ لشکر گذرا تھا۔ ابن خلدون کے مطابق سومیل کے علاقہ تک ہجرت ہو جاتی ہے جس کی وجہ زمین دریا برد ہونا، کسی بیماری کا پھیلنا وغیرہ ہیں ۔ تو اس لحاظ سے نواحی علاقوں میں بھی جھوجھہ موجود ہیں ۔ نیز سالار مسعود غازی نے ستر کھ سے جس جس علاقے میں Expeditions بھیجے وہاں بھی جھوجھہ کا موجود ہونا اس بات کی علامت ہیں کہ جھوجھہ سالار مسعود غازی کے ساتھ منسلک تھے۔ جس کی مثال پرتاب گڑھ ہے۔(دیکھئے مراۃ مسعودی نسخہ جھوجھہ صفحہ نمبر ۹۱)

لہٰذا ہم مندرجہ بالا روائیت کے مطابق کہ

> ''ہمارے بڑے گڑھ گجنی [غزنی] سے آئے، کسی بادشاہ کی فوج میں بھرتی ہوئے تھے بادشاہ نے اس علاقے میں وہ تمام گاؤں ہماری ہی قوم کو دے دیئے جہاں جہاں آباد ہیں''

بادشاہ سے مراد سالار مسعود غازی ہی لے سکتے ہیں جو غزنی سے ہی آئے تھے۔

Marfat.com

اب جبکہ افغانستان کے جھوجھہ جو کہ جاجی کہلاتے ہیں اور جاجی میدان میں اب بھی بستے ہیں اور اپنے آپ کو عربی النسل قریشی کہتے ہیں، سے بھی یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے۔

اب ہم اس روایت کی تصدیق کے لیے دوسری روایات لکھتے ہیں:

میرے بڑا آبا (تایا جان) رشید احمد قانون گو صاحب مرحوم سے یہ بات منسوب ہے کہ وہ اپنے اجداد کا افغانستان سے آنا بتاتے تھے۔

شہاب الدین غوری [جھوجھہ] بھی اپنے کتابچہ ''ترک اور ان کے مورث اعلیٰ'' (۲۰)، جو ۱۹۸۱ میں اشاعت پذیر ہوا، جس میں وہ صفحہ نمبر ۷ پر تحریر کرتے ہیں کہ جھوجھے سید سالار مسعود غازیؒ کے ساتھی ترک مجاہدین کی اولاد ہیں'' (لیکن شہاب الدین صاحب اپنے آپ کو ترک ثابت نہ کر سکے ہیں اس کے لئے اس تبصرہ میں صفحہ نمبر ۸۷ پر ایک سوالنامہ تحریر کیا گیا ہے تا کہ وہ جھوجھہ جو اپنے آپ کو ترک سمجھتے ہیں، مستند حوالوں سے اس کو ثابت کریں) اس وقت تو سوال یہ ہے کہ جھوجھہ غزنی سے آئے کہ نہیں اور اوپر کی تحریر سے یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ ہمارے بڑے غزنی سے آئے اور جس کو شہاب الدین غوری [جھوجھہ] صاحب کی تحریر سے یہ اخذ کرنا مقصود تھا کہ سید سالار مسعود غازیؒ غزنی سے آئے تھے لہٰذا جھوجھہ غزنی سے ان کے ہمراہ ہند آئے تو اس طرح جناب نجیب اللہ خان صاحب نے جو روایت لکھی ہے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔

جب جھوجھہ غزنی سے سالار مسعود غازی کے ہمراہ ہند آئے تو پورے قبیلہ نے کوچ نہ کیا بلکہ اب تک جھوجھہ، جاجی کے نام سے صوبہ پکتیہ میں ضلع جاجی، صوبہ خوست میں جاجی میدان، صباری اور بک اضلاع میں، پاکستانی بارڈر پر کرم ایجنسی میں

Marfat.com

بستے ہیں۔ لفظ جاجی کا مطلب منگولی زبان میں غیر ملکی کے ہیں جبکہ یہ عربی النسل غیر ملکی ہیں۔ اس ثبوت کے بعد تو کوئی شک ہی نہ رہ جانا چاہیے کہ جھوجھہ راجپوت ہیں۔ نیز ترک جھوجھہ، بنجارا جھوجھہ، بھٹی جھوجھہ کی بھی تردید ہو جاتی ہے۔

سالار مسعود غازی شہید بہرائچ ہیں اور وہ بہرائچ میں مدفون ہیں اور پھر انکی بہرائچ میں شہادت کے بعد مرکزیت ختم ہونے کے بعد وہ علاقے، جو مال غنیمت میں حاصل ہوئے تھے وہاں جھوجھہ اب تک آباد ہیں اور انہوں نے ایک مشکل وقت میں تحریک تحفظ نسل کے سبب، اپنی تاریخ چُھپائی اور آہستہ آہستہ صحیح تاریخ مخفی ہوگئی پھر ایک عرصہ کے بعد اصل تاریخ مخفی ہو جانے کے بعد اپنی تاریخ کو اندھیرے غار میں تلاش کرتے رہے اور مختلف مفروضوں کی بنا پر کہیں ترک، کہیں راجپوت اور کہیں شیخ اور کہیں بھٹی اور کہیں خان کہلوایا اس طرح جھوجھہ قوم مختلف مفروضوں سے اپنی تاریخی شناخت نہ ہونے کی وجہ سے دوسری اقوام کی نظروں میں سوالیہ نشان بن گئی اور حقارت کی نظروں سے دیکھی جانے لگی لیکن وہ لوگ بڑے جرأت مند تھے جنہوں نے جھوجھہ نام نہ چھوڑا۔ جس کی مثال انگریزی کے اس جملہ سے عیاں ہے کہ The name remains but history has vanished. جھوجھہ نام کو ساتھ لگائے رکھا لیکن دوسری قوموں میں بیٹھ کر کوئی مستند اور یکسائی والا جواب نہ دے پاتے جس سے اُنکی نظروں سے گرتے ہی رہے۔

مندرجہ بالا تحریر سے یہ بات کہ جھوجھہ راجپوت ہیں، کی نفی ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

لفظ کھوکھر کی حقیقت

جناب نجیب اللہ خان صاحب مرحوم کی تحریر کے صفحہ 7 کی لائن نمبر 7 کو زیر بحث لاتا ہوں۔ (ریفرنس مخطوطہ کی تحریر کا ہے)

"گو میں کھوکھر ہوں مگر رشتے ناطے اسی غیر معروف قوم جھوجھے ہی میں ہوتے آئے ہیں"

کھوکھر دو طرح سے مشہور ہیں، راجپوت کھوکھر اور قطب شاہی کھوکھر۔ محترم نجیب اُللہ خان صاحب نے اسکی وضاحت نہیں کی۔ اگر وہ راجپوت کھوکھر ہوتے تو وہ راجپوتوں میں اس کا برملا اظہار فرماتے اور راجپوت کھوکھر کے طور پر ہی اپنی پہچان اور شناخت کرواتے لیکن انہوں نے جنجوعہ راجپوت سے ہی جھوجھہ ہونے پر زور دیا ہے۔

کتاب مراۃ اسرار (۲۱) کے صفحہ نمبر ۴۵۰ پر تحریر کیا ہے کہ " گل رخ کھوکھر شہید دیگر شہدا کے ساتھ قصبہ سدھور میں مدفون ہیں ان کو پیر کھوکھر یا کھوکر شہید بھی کہتے ہیں ان کے مزار سے بہت لوگ فیض یاب ہو رہے ہیں وہ سالار مسعودؒ کے ساتھی تھے اسی طرح شیخ صدر اور شیخ بدر کے مزار قصبہ مدو سرائے اور کنور کے درمیان واقع ہیں"۔ دیپال پور ضلع اوکاڑہ پاکستان کے جھوجھوں کے پاس جو شجرہ نسب ہے اس میں شیخ صدر کا نام آتا ہے اور وہ حضرت عقیلؓ کی اولاد سے ہیں۔ تو آپ دیکھیں کہ گل رخ شہید کھوکھر اور شیخ صدر اپنے وقت میں سپہ سالار مسعود غازی کے لشکر کے شہید ہیں اور انکی اولادوں میں رشتہ داریاں ہوئی ہوں گی جس کی وجہ جناب نجیب اللہ خان کے لیے ایک سوالیہ نشان بنی رہیں، باقی ان کا اپنے آپ کو کھوکھر لکھنا اور اپنی اس شناخت پر زور

Marfat.com

نہ دینا، اور جھوجھ کو جنجوعہ سے سمجھنا، سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ ہوسکتا ہے کہ کسی جھوجھ نے کھوکھر راجپوت کے ہاں شادی کی ہو جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے۔ یاد رہے کہ اس وقت تک قطب شاہی کھوکھر کی اصطلاح وجود نہ رکھتی تھی ورنہ گل رخ شہید کھوکھر کے نام کے ساتھ یہ اصطلاح لکھی جاتی۔ جھوجھہ قبیلہ کا دیپالپور میں مقامی کافروں کے ساتھ معرکہ میں بارہ جھوجھہ شہید ہوئے جنکی یادگار ایک ہزار سال سے موجود ہے۔ نیز دیپال پور کے جھوجھہ قبیلہ کے بندوبست ۱۸۷۱ء میں (دیکھئے صفحہ نمبر ۱۱۷ پر) یہ درج ہے کہ وہ عربی النسل ہیں۔ جو بنو امیہ اور بنو عباس کے زمانہ میں بنی ہاشم پر ظلم کی وجہ سے پہلے عرب سے افغانستان آئے اور پھر سالار مسعود غازیؒ کے لشکر میں ہند آئے اور اب تک وہ سالار مسعود غازیؒ کے لشکر کی راہ گذر پر ہی آباد ہیں۔ کھوکھر کے معاملہ پر مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔

Marfat.com

لفظ چغتائی کی حقیقت

مخطوطہ کا صفحہ نمبر ۹ سطر نمبر ۱۸ اور ۲۰

''راجہ جنج کا بڑا بھائی راجہ جگیتو جو تخت گجنی (غزنی) کا وارث تھا جسکی اولاد جگتائی کے لقب سے موسوم تھی جو مشرف اسلام ہونے کے بعد چغتائی خاندان کے لقب سے موسوم ہوئی''

یہ بات ایک بھاٹ نے محترم نجیب اللہ خان صاحب کو بتائی۔ بھاٹ کی بتائی ہوئی بات کا مستند تاریخ سے جانچنا ضروری ہے چغتائی مغلوں کی ایک گوت ہے۔ میں یہاں کتاب اقوام پاکستان کا انسائیکلوپیڈیا از انجم شہباز (۲۲) کے صفحہ نمبر 475 سے یہ اقتباس نقل کرتا ہوں۔

''تاتارخان اور منگول خان حضرت نوح علیہ اسلام کی چھٹی اور یافث کی پانچویں پشت سے کیوک خان کے فرزند تھے۔ تاتارخان کے اولاد تاتاری اور منگول خان کی اولاد مغل کہلائی''

اب میں تاریخ اقوام پونچھ کشمیر از محمد الدین فوق (۲۳) کی کتاب کے صفحہ نمبر 236، 237 سے حسب ذیل عبارت نقل کرتا ہوں

''چنگیز خان بعمر 73 سال 25 سال حکمرانی کے بعد ماہِ رمضان میں حسب ذیل چار فرزند چھوڑ کر انتقال کر گیا۔

(۱) جو جی خان [جو جی خان کا انتقال چنگیز خان کی زندگی میں ہو گیا تھا]

(۲) اوکتائے خان جو ولی عہد تھا اور باپ کے بعد قاآن یعنی شہنشاہ کہلایا

Marfat.com

(۳) چغتائی خان

(۴) تولی خان

''چوغطہ خان یا چغتائی قوم اسی چغتائی خان کی اولاد اور اولاد در اولاد کا نام ہے۔ چغتائی کو جغتائی بھی مورخین نے لکھا ہے چنانچہ صاحب اویماق مغل لکھتے ہیں ''چغتائی رابہ جیم عربی وجیم فارسی ہر دوے نویسند''

لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ لفظ جگتائی سے چغتائی نہیں بنا بلکہ چنگیز خان کے بیٹے چوغطہ خان سے چغتائی ہوا اور چغتائی کسی طرح بھی یادوبنسی نہ تھے اور یہ اختراع ہندو دیو مالائی قصوں میں منسوب ہوئی جسکا ذکر کرنل جیمز ٹاڈ کی کتاب Annal and Antiquates of Rajhistan جلد اول صفحہ ۱۹۰ (انگریزی ایڈیشن) پر اس طرح کیا گیا ہے۔

"The Hindus, when conquered by the Mohamedans, naturlly wished to gild the chain they could not break . To trace a common, though distant, origin with conqurors, was to remove some portion of the taint of dishonour which arose from giving their daughters in marraige to the Tatar Emperors of Delhi; and a degree of satisfaction was derived from assuming that the blood thus corrupted once fallowed from a common fountain"

ترجمہ:

"ہندوؤں کو جب مسلمانوں نے [ہند میں] زیر کر لیا تو ہندوؤں نے اپنی خفت، جو دلی کے تاتاری بادشاہوں سے اپنی لڑکیوں کی شادی کرنے سے جو داغ

Marfat.com

لگا، کو کم کرنے کے لئے اس معاملہ پر ملمع سازی کر کے بات بنائی کہ ہم اور وہ [مغل بادشاہ] ایک ہی تخم سے ہیں گو یہ رشتہ دور کا ہی ہو۔ اس بات کو فرض کرنے سے خرابی نسل کی خفت کو کم کر کے ان کو یک گونہ دل میں تشفی و تسکین ہوتی تھی"

اس پیرا گراف پر حاشیہ بھی صفحہ نمبر ۱۹۰ پر موجود ہے جس کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے
" شجرہ لکھنے والے ہندو، تاتار کے مورث اعلی ارغوخان کی موجودگی سے لاعلم ہیں اس لیے وہ چندرا اور چغتائی کا رشتہ نہیں جوڑ سکتے ۔لیکن برہمنوں نے نظریہ اگوان (تناسخ) سے اس میں اس طرح جان ڈالی کہ اکبر کے جسم میں ہندو کی پاک روح حلول کر گئی جبکہ ان کے دشمن اورنگ زیب میں قسمت کے کھیل سے ایک شیطان کی روح، جو کہ کرشنا کا دشمن کل جموں (یعنی ہندوؤں کے مختلف ادوار جو کہ دنیا کے لیے مقرر ہیں) کے وقت ظاہر ہو گا۔ اکبر نے اپنے پرانے جنم کی جگہ جو کہ دریائے گنگا اور دریائے جمنا کے ملاپ پر واقع ہے، ان عبادت گاہوں کو کھدوایا جہاں وہ پہلے جنم میں توبہ کرتا رہا تھا جبکہ ہندو اورنگ زیب سے اتنے متنفر تھے کہ وہ ایک کل (ہندوؤں کے دنیا کے ادوار) پر ایک سفید جنگی گھوڑے پر اس کی شکل میں آئے گا۔"

"جسلمیر کی تاریخ یہ بیان کرتی ہے کہ تمام ترک قوم، چغتائی یادوبنسی ہیں لیکن جام جھا ریجا ساکن کچھ(kutch) کہتا ہے کہ وہ شاہ جمشید ایران جو کہ (حضرت) سلیمان کا ہمعصر تھا، کی نسل سے ہے یہ دعوے بڑے عجیب ہیں لیکن رانا (میواڑ) کا خاندان ایسی خام خیالی (جگتائی اور چغتائی) کو دخلِ

گناہ سمجھتا ہے"

راقم الحروف کے مطابق جنجوعہ کا جھوجھہ سے کوئی تعلق نہیں بنتا تو پھر جگتائی اور چغتائی کی بحث ہی لا حاصل ہے۔لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے بزرگ جناب نجیب االلہ خان صاحب کے وقت نشر و اشاعت کی سہولیات میسر نہ تھیں جو کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کی وجہ سے آج ہیں اِس لیے وہ بھاٹ کی بات کو مزید تحقیق نہ کر سکے۔میں جناب نجیب اللہ خان صاحب کے علمی کام کو آگے بڑھا رہا ہوں نہ کہ ان پر کوئی تنقید کر رہا ہوں میرے دل میں ان کا بہت احترام ہے کیونکہ ان کے اور میرے بڑوں کے تعلقات ایک زمانہ میں رہے اور ان بزرگوں کی وجہ سے سہارن پور اور بلند شہر کی جھوجھہ برادری میں رشتہ داری بھی ہوئی۔

چغتائی، جگتائی سے نہیں تبدیل ہوا بلکہ چنگیز خان کے بیٹے چوغط خان سے اس کی اولاد چغتائی کہلائی۔

کیا جھوجھہ ترک ہیں؟

کتاب ''کارِ جہاں دراز ہے'' از قراۃ العین حیدر جن کا تعلق نہٹوڑ ضلع بجنور سے ہے، نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۳۵ پر تحریر کیا ہے۔ (۲۴)

''جاننا چاہیے کہ شمالی ہند پر تورانی فوجی تسلط کے دورِ اولین میں ترکمانستان و ایران کے مشائخ اور ملٹری ایڈونچرز انبوہ در انبوہ یہاں پہنچ رہے تھے اور اس ملک کے فیوڈل راجپوت سوسائٹی تہہ و بالا ہو رہی تھی۔

اِن غیر محفوظ و متزلزل ایام میں مسلمان اور ہندو عوام کے لئے ان درویشوں اور ترک اور راجپوت فوجی سرداروں کا کلچر ہیرو اور فوک ہیرو بننا ناگزیر تھا اس ''TRUMATIC'' عہد کی یاد دیرپا ہے۔ واضح ہو کہ اتر پردیش کے اکثر بوڑھے ہندو کسان اپنے پڑوسی مسلمانوں کو عادتاً آج تک ''ترک'' کہتے ہیں۔ اور سالار مسعود غازیؒ، امیر حمزہؓ وغیرہ کے مہیر العقول کارنامے مسلمان کسان چوپالوں اور قصباتی بیٹھکوں میں آج بھی عقیدت و انہماک سے سنتے ہیں''۔

ضلع بجنور اور مراد آباد وغیرہ میں جو جھوجھہ رہائش پذیر ہیں وہ زیادہ تر اپنے آپ کو جھوجھہ کے ساتھ ترک اور شیخ کہلواتے ہیں۔ اس طرح کچھ جھوجھہ ترکی النسل اور دوسرے عربی النسل (شیخ) ہو گئے جبکہ علاقائی طور پر ان کو ایک شناخت پر متفق ہونا چاہیے۔ شیخ تو ایک لقب ہے جو عربی میں کسی بڑے آدمی یا بزرگ کے لیے استعمال ہوتا ہے لیکن ترک تو ایک قوم ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جھوجھہ کیا ترک قوم سے ہیں؟ اب مندرجہ ذیل سوالات ذہن میں آتے ہیں۔

Marfat.com

۱۔ کیا کوئی شجرہ موجود ہے جو جھوجھہ کو ترک ثابت کرنے کے لیے تقویت دے۔؟

۲۔ وہ کون سے مستند تاریخی حوالہ جات ہیں جن سے یہ ثابت ہو کہ جھوجھہ ترک ہیں؟

۳۔ کیا جھوجھہ نام ترکی زبان میں ہے؟

۴۔ ترک قبیلہ کی گوتوں میں جھوجھہ کس شاخ سے ثابت ہوتے ہیں۔

۵۔ کیا مندرجہ بالا کتاب ''کارجہاں دراز ہے'' کے تحت ہی مسلمان ہونے کے ناطے ترک مشہور ہو گئے یا جھوجھہ تاریخ نہ ملنے کے سبب ترک کہلوالیا؟

۶۔ پاکستان میں ضلع اوکاڑہ تحصیل دیپال پور میں جو جھوجھہ تقریباً تیرہ قصبوں میں رہتے ہیں اور ان قصبوں میں تمام افراد کا تعلق جھوجھہ قوم سے ہے اور وہاں جھوجھہ قوم کے بارہ شہداء بھی مدفون ہیں ان کے ۱۸۷۱ء کے بندوبست میں وہ عربی النسل درج ہیں حضرت عقیلؓ بن ابوطالب سے شجرہ بھی موجود ہے۔ اس طرح تو جھوجھہ تاریخ عربی النسل کی طرف جاتی ہے نہ کہ ترک کی طرف۔ تو کیا اگر جھوجھہ جو ضلع بجنور اور مراد آباد میں رہتے ہیں ان کے پاس اپنے آپ کو ترک ثابت کرنے کے لیے کوئی مستند حوالہ موجود ہے؟ جھوجھہ قبیلہ افغانستان میں غزنی کے قریب گردیز کے علاقہ میں ابھی بھی رہتے ہیں اور وہاں جاجی کہلاتے ہیں۔ پاکستان میں ضلع سرگودھا اور اوکاڑہ میں جھجھ کہلاتے ہیں۔ سندھ پاکستان میں جج اور جنوبی پنجاب پاکستان میں جھونج کہلاتے ہیں۔ تو اس طرح جھوجھہ تین ممالک یعنی پاکستان، افغانستان اور ہند میں موجود ہیں۔ لہٰذا سب کو ایک ہی مشترکہ تاریخ اور ایک ہی ماخذ پر متفق ہونا چاہیے۔ مزید تحقیق اس کو مزید روشنی دے گی لیکن مفروضوں پر تاریخ نہیں ہوتی۔ اس لیے ترک پر تحقیق سے ثابت کرنا ہوگا پھر یہ بات تمام جھوجھہ قبیلہ جو مندرجہ بالا تین ممالک میں بستے ہیں، کے لیے مستند ہوگی ورنہ ایک علاقائی تاریخ مستند تاریخ کے سامنے ہیچ ہوگی۔

Marfat.com

بھٹینی یا بھٹی قبیلہ

محترم نجیب اللہ خان مرحوم نے بھٹی قبیلہ کا ذکر التحقیق کے مخطوطہ میں اس طرح کیا ہے۔

''میں خود اگرچہ اپنے بزرگوار سے سنتا آیا ہوں کہ ہم کھوکھر ہیں دوسرے بھٹینی اور جھوجھے، مگر یہ بات کوئی بڑا بزرگ بھی مجھے نہ بتلا سکا کہ کھوکھر کون ہیں بھٹینی اور جھوجھے کیا ہیں؟

''گو میں کھوکھر ہوں مگر میرے رشتے ناطے اسی غیر معروف قوم جھوجھے میں ہی ہوتے آئے ہیں۔ کچھ عرصہ سے میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ گو ہمارے کاغذات میں ہم راجپوت لکھے ہوئے ہیں مگر لفظ جھوجھ کیا معنی رکھتا ہے اور اس قوم کا نسلی، نسبی تعلق کس قوم سے ہے۔ دوسری ہمسایہ قومیں اس قوم کو کیوں بہ نظر حقارت دیکھتی ہیں؟''

مندرجہ بالا تحریر کے دوسرے نقاط پر تو تبصرہ اس کتاب میں درج ہے یہاں صرف بھٹینی قبیلہ پر تبصرہ مقصود ہے۔

بھٹینی قبیلہ کا نام اب بھٹی مشہور ہے جو ایک بہادر اور جنگ جو قبیلہ ہے۔ بھٹی قبیلہ یادوبنسی راجپوت ہیں۔ یہ جسلمیر ریاست کے حکمران تھے بھٹیانا یا بھاٹیا کا علاقہ جو کہ ضلع حصار اور گارا پر مشتمل ہے انہی کے نام پر کہلایا۔ اس قبیلہ کی تاریخ مندرج ذیل کتابوں میں بھی درج ہے۔ جو قاری دلچسپی رکھتے ہیں مزید تفصیل کے لیے پڑھ سکتے ہیں۔

(1) Annals and Antiquities of Rajasthan by James Tod. (Vol-I,

Marfat.com

Page 72-Vol-II Page 169 to 231 & Page 260)

(2) Encyclopaidia of caste, customs, rites and superstitions of Races of northern India By H.M.Elliot (Vol-I Page37)

مندرجہ بالا تحریر میں محترم جناب نجیب اللہ خان نے تین قبیلوں کا ذکر کیا ہے یعنی کھوکھر، جھوجھہ اور بھٹینی۔ اپنی رشتہ داریاں جھوجھہ میں ہونے کا ذکر بھی کیا اور اپنا جھوجھہ ہونا بھی تسلیم کیا۔ کھوکھر اور جھوجھہ پر اس کتاب کے دوسرے صفحات پر تبصرہ ہو چکا ہے لہٰذا صرف بھٹینی یا بھٹی پر تبصرہ مقصود ہے۔

بھٹینی یا بھٹی یادوبنسی راجپوت ہیں اور یہ ہندوؤں سے مسلمان ہوئے۔ جب کہ جھوجھہ عربی النسل ہیں اور یہ قبیلہ اب تک میری معلومات اور شواہد کے مطابق انڈیا، پاکستان اور افغانستان میں بستا ہے اور جھوجھہ قبیلہ میں کوئی غیر مسلم نہ ہے نہ تھا۔ یہ ہندو پاک میں سالار مسعود غازی کے ساتھ آج سے تقریباً ایک ہزار سال پہلے آئے اس طرح یہ ہند میں بسنے والے پرانے مسلمان قبیلہ کے طور پر جانے جاتے ہیں۔

بھٹی قبیلہ تیمور لنگ یا اکبر کے زمانہ میں مسلمان ہوئے۔ (درج شدہ دو کتابوں کے مطابق) اور مسلمان ہونے پر جھوجھہ قبیلہ کے بھائی بن گئے لیکن ان دو قبیلوں کا نسب ایک نہ ہے۔ نسب اللہ تعالیٰ کی دین ہے۔ اگر وہ جھوجھہ لفظ عقیدت کے لحاظ سے اپنے ساتھ لگاتے ہیں تو وہ قبول ہے لیکن جھوجھہ نسب وہ اختیار نہیں کر سکتے۔ اس کی مثال بنجارہ جھوجھہ سے بھی دی جا سکتی ہے نیز یہ ہی مثال ترک جھوجھہ کی بھی ہے۔

دراصل عربی النسل جھوجھہ قبیلہ تقریباً ایک ہزار سال سے پاک و ہند میں بس رہے ہیں اس دوران سالار مسعود غازی کے تبلیغی مشن کے تحت جس میں جھوجھہ بھی

Marfat.com

شریک رہے، کے زیر اثر جو قبیلے مسلمان ہوتے رہے وہ اپنی نئی شناخت کی خاطر اس قبیلہ کے قریب ہوتے گئے اور جھوجھہ قبیلے کی صرف اور صرف مسلمان شناخت کی خاطر عقیدت میں اس کے سایہ میں آتے رہے اور مسلمان بھائی چارے کا فائدہ اپنی شناخت سے اٹھاتے رہے۔

ایک اور قیاس یہ بھی ہوسکتا ہے جس کی طرف محمد اعظم گلزاری صاحب نے ایک خط کی ذریعے میری توجہ دلائی کہ جب اکبر اعظم بادشاہ ہوا اور اس نے دین الٰہی مذہب کا اجرا کیا تو جھوجھہ کٹر سنی مسلمان ہونے کے ناطے اس کے خلاف ہو گئے۔ اسی دوران اکبر کے اپنے پھوپھا خانخاناں سے اختلاف ہو گئے اور جھوجھہ اس کی حمایت کرنے لگے تو اکبر جھوجھہ کے خلاف ہو گیا اور ان کے قتل کرنے کا ارادہ کر لیا لیکن مشیروں کے سمجھانے پر، کہ اگر ان کو قتل کر دیا گیا تو تمام مسلمان اکبر کے خلاف ہو جائیں گے اور حکومت میں افراتفری پھیل جائے گی۔ اس نے جھوجھہ قبیلہ کو دہلی سے دور بھیج دیا یعنی سہارن پور، مظفر نگر، مراد آباد، بلند شہر اور بجنور میں۔ ان کی فوج میں بھرتی بند کر دی گئی اور زمین داری میں الجھا دیا گیا۔ خانخاناں کو حج پر بھیجا اور بعد میں اس کو قتل کروا دیا۔ یہ بات مکہ مکرمہ میں 1985ء میں میرے محترم چچا جناب ڈاکٹر عبد المجید گلزاری مرحوم نے بھی مجھے بتلائی تھی کہ اکبر بادشاہ اپنے مذہب دین الٰہی کی مخالفت کرنے پر جھوجھہ قبیلے کے سخت خلاف ہو گیا تھا۔

اسی دوران پنجاب سے ایک مرد مجاہد عبد اللہ بھٹی عرف دلا بھٹی جو کہ پنڈی بھٹیاں پنجاب پاکستان کے رہنے والے تھے انہوں نے بھی دین الٰہی کی وجہ سے اکبر سے بغاوت کی اور اسی وجہ سے 26 مارچ 1589ء سولی چڑھ کر شہید ہوئے اور میانی

Marfat.com

صاحب قبرستان لاہور میں ان کا مزار ہے۔

پنجاب پاکستان میں اب تک یہ قصہ لوک گیتوں میں پڑھا جاتا ہے جس کو پنجابی زبان میں لوک واراں کہا جاتا ہے۔ (یہ مواد کتاب "دُلّے دی بار" از اسد سلیم شیخ سے ماخوذ ہے)

اب ایک تحقیقی نظر عبداللہ بھٹی پر ان کے کردار کی وجہ سے جس کا اثر جھوجھہ قبیلہ پر ہوا، ڈالتے ہیں انٹرنیٹ پر وکی پیڈیا پر جھوجھہ کے متعلق یہ مواد گردش کر رہا ہے کہ عبداللہ بھٹی روڑ کی گذشتہ ضلع سہارن پور کے علاقہ میں گئے۔

یہ تو مجھے کہیں سے ثابت نہ ہو سکا کہ عبداللہ بھٹی تاریخی طور پر روڑ کی تشریف لائے ہاں ایک چیز یہ ضرور ہے کہ دین الٰہی کی مشترکہ مخالفت ہونے پر دلا بھٹی کی شخصیت سے جھوجھہ قوم کی عقیدت ہوئی اور کچھ جھوجھہ اپنے آپ کو بھٹی جھوجھہ کہلانے لگے۔ یہ تو قبول ہے لیکن نسب کے لحاظ سے جھوجھہ عربی النسل ہیں اور بھٹی راجپوت ہیں اور چونکہ نسب اللہ تعالیٰ کی دین ہے لہٰذا عقیدت کے طور پر بھٹی جھوجھہ قبول ہیں لیکن نسبی طور سے نہیں۔ ویسے جو بھٹی قبیلہ کے مسلمان ہیں وہ ہمارے بھائی ہیں۔ اور بھٹی ایک معزز اور بہادر قبیلہ ہے۔

جو افراد جھوجھہ قبیلے سے بھٹی قوم کی تاریخ سے واقف ہیں ان کے لیے عرض ہے کہ تحقیقی طور پر اگر وہ اپنے آپ کو بھٹی جھوجھہ نسبی طور پر سمجھتے ہیں تو ان کو بھٹی قبیلہ میں جھوجھہ گوت تلاش کر کے ثابت کرنا ہوگا اور میرے دروازے مزید تحقیق کے لیے ہمیشہ کھلے ہیں۔

قبیلہ جھوجھہ اور بنجارہ

جیسے کہ گزٹیر آف اودھ میں ذکر ہوا کہ سید سالاری بنجارے گوپاماؤ ضلع ہردوئی کے علاقہ میں سید سالار مسعود غازی کے لشکر کے ہمراہ میر سید عزالدین معروف لال پیر کی قیادت میں رہے اور کافروں کے حملہ کے وقت شہید ہو گئے لیکن ان کی اولاد میں سے چھ افراد گزٹیر کے ذریعے ضابطہ تحریر میں آ گئے جس سے یہ ثابت ہوا کہ ان کے جد اعلیٰ لشکر میں جھوجھہ قوم کے ساتھی رہے۔ تو اس طرح بنجارہ مسلمانوں کے ساتھ، جھوجھہ قبیلہ کا ایک ہزار سال پرانا ساتھ رہنے کا رشتہ نکلتا ہے۔

اب دوسری بات جو کہ ایلیٹ کی کتاب میں درج ہے کہ شہاب الدین غوری کے زمانہ میں بنجارہ مسلمان ہوئے، غلط لگتی ہے۔ سید سالار مسعود کا لشکر، شہاب الدین غوری سے پہلے آیا جبکہ بنجارہ پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے۔ میرا قیاس ہے کہ یہ سید سالار مسعود کے ہاتھ پر ہی مسلمان ہونا شروع ہو چکے تھے۔ کیوں کہ سید سالاری بنجارہ تولہ کے نام سے گوپاماؤ میں محلّہ تھا۔

اب جھوجھہ ایک عربی النسل قبیلہ ہے اور یہ سید سالار مسعود کے ساتھ غزنی سے ہی لشکر میں موجود تھے اور اب بھی گردیز صوبہ افغانستان میں جاجی کے نام سے بستے ہیں اور دیپال پور ضلع اوکاڑہ پاکستان میں ان کے بارہ شہدا جو تقریباً ایک ہزار سال پہلے شہید ہوئے، کا مزار موجود ہے اور جھوجھہ قبیلہ قریشی ہاشمی کے طور پر جانا جاتا ہے۔

میرے علم کے مطابق بنجارہ قبیلہ اب بھی ہندو اور مسلمان دونوں ہیں جب کہ جھوجھہ قبیلہ میں آج تک کسی بھی ہندو کی نشان دہی نہ ہو سکی جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ

برصغیر میں مسلمان ہی کی حیثیت میں آئے۔ تو یہ فرق ظاہر کرتا ہے کہ بنجارہ قبیلہ ہندی النسل ہے اور جھوجھہ قبیلہ عربی النسل ہے۔

تو میرے مطابق اگر کوئی بنجارہ اپنے آپ کو بنجارہ جھوجھہ کہلاتا ہے تو یہ پرانے تعلق اور عقیدت کی وجہ سے ہے اور قبول ہے ہاں اگر وہ جھوجھہ نسب کو اپنانا چاہتے ہیں تو یہ ممکن اس لیے نہیں ہے کہ نسب اللہ تعالیٰ کی دین ہے اور اس کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا ویسے تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

کچھ لوگ ترک جھوجھہ بھی کہلاتے ہیں۔ شاید اس کی علاقائی طور پر ضرورت ہو لیکن نسب کے معاملہ میں شریعت پر ہی عمل کرنا ہوگا ورنہ باپ تبدیل کرنے پر حدیث میں سخت وعید آئی ہے۔ اس لیے ترک جھوجھہ پر تحقیق کی ضرورت ہے۔ اور میرے دروازے تحقیق کے لیے کھلے ہیں۔

Marfat.com

سلطان الشہداء (سید سالار مسعود غازیؒ): از، انجینئر سمیع الدین (علیگ)

سن اشاعت 2008ء

ناشر: مرکزِ حبیب برائے تحقیق وتصنیف، بلقیس ولا، حبیب باغ، بھمولہ اسٹریٹ: علی گڑھ 202002

میں

جھوجھہ قبیلہ کی تحریر پر تبصرہ از زبیر احمد گلزاری

مجھے یہ کتاب تقریباً تین سال قبل دست یاب ہوئی. کتاب کے مطالعے سے فراغت کے بعد میں نے مؤلف سے رابطہ کیا اور کتاب میں جھوجھہ قبیلے سے متعلق ان کی تحقیق پر انھیں توجہ دلائی اور مسلسل ان سے رابطے میں رہا اور کئی بار جھوجھہ قبیلے پہ ان کی تحقیق کے بارے میں ان سے بات ہوئی. اب چوں کہ راقم کی تالیف تاریخ جھوجھہ آخری مراحل میں ہے اور کتاب کا ایک باب ان تمام کتب یا آراء کے تنقیدی جائزے پر مشتمل ہوگا سو ذیل میں انجینئر سمیع الدین صاحب کی تحقیق کا جائزہ پیش خدمت ہے:

سلطان الشہداء کے صفحہ نمبر ۵۶ پہ لکھا ہے:

''لکھنؤ کے پرگنہ ملیح آباد کے انت گڑھی، مال، پارا، دارنگر وغیرہ میں جو ''بھر'' رہتے تھے. انھوں نے اسلام قبول کر لیا اور بعد میں '' جھوجھے''

Marfat.com

کہلائے۔ اسی طرح کھرانواں (پرگنہ ملیح آباد) میں ''ارکھ'' قبیلے کے جو لوگ رہتے تھے انھوں نے بھی اسلام قبول کرلیا۔''

سمیع الدین صاحب سے پہلی بار ٹیلی فونک مکالمے میں انھوں نے بتایا تھا کہ ان کے پیش نظر ۱۹۰۴ء کا نول کا گزیٹیر تھا۔ یہ عرض کرتے ہوئے کہ راقم کے پیش نظر ۱۸۷۷ء کا گزیٹیر بھی ہے۔ بہرحال میں ۱۹۰۴ء کے گزٹیر کی تحریر یہاں نقل کرتا ہوں جس کے صفحہ ۱۳۹ پر جھوجھہ کا ذکر ہے سلطان الشہداء کے صفحہ ۵۶ کے حاشیے پر یہ ۱۹۹ لکھا ہے۔ اس صفحے پر صرف ''ارکھ'' قبیلے کے مسلمان ہونے کا ذکر ہے۔ جبکہ جھوجھہ پر متعلقہ تحریر گزٹیر کے صفحہ ۱۳۹ پر مندرجہ ذیل ہے:

''There is a curious, but widely-spread, belief that the inv ader [Sayed Salar Masud] converted many of the inhabitants of the Malihabad parag —— ana, and that they were known as Jhojhas: There are many old sites in the paragana, such as those at —— Antgarhi, Mal , para and Dilawarnagar, which are universally ascribed to the Jhoj —has, although they do not differ in any way from the— o rdinary Bhar Mouds.''

ترجمہ: ان (جھوجھہ کے نسب) کے متعلق ایک اشتیاق پایا جاتا ہے لیکن

Marfat.com

عام طور پر یہ روایت ہے کہ حملہ آوروں کی وجہ سے (سالار مسعود غازیؒ کے لشکر) ملیح آباد پرگنہ کے رہائشیوں نے مذہب تبدیل کر لیا اور وہ جھوجھ کہلاتے ہیں. اس پرگنہ میں پرانی آبادیاں ہیں جیسے انٹ گڑھی، مال، پارا اور دلا ورنگر وغیرہ، جو کہ جھوجھ سے منسوب کی جاتی ہیں جبکہ وہ بھر قوم کے ٹیلوں سے مختلف نہیں ہیں.''

انگریزی تحریر کا لفظ Curious توجہ طلب ہے. لغت میں اس کے یہ معانی ملتے ہیں:

Eager to Know or learn:- Example ~~qu~~ quoted:- Curious about the origin of Ma—nkind or we can interpret—ate, like this in ourcase :- curious about the origine of Jhojhas.

انگلش/اردو لغت میں اس کے معانی لکھے ہیں: مشتاق، جاننے کا شوق، متجسس مذکورہ بالا اقتباس میں جو ۱۹۰۴ء کے گزٹیر سے نقل کیا گیا ہے اس میں کوئی حتمی بات جھوجھ کے نسب یا بنیاد کے متعلق تحریر نہیں جب کہ **سلطان الشہدا** میں اس اقتباس سے جو نتیجہ نکالا ہے وہ راست نہیں بلکہ شاید تحقیق میں احتیاط کو ملحوظ نہیں رکھا گیا جس سے جھوجھ قبیلے کے بارے میں ان کی تحقیق ''تا ثریا می رود دیوار کج'' کا مصداق بن گئی.

راقم الحروف چوں کہ خود جھوجھ قبیلے سے تعلق رکھتا ہے اور چالیس سال

Marfat.com

سے اس قبیلے پر تحقیق کر رہا ہے .لہذا میں اس لفظ کو بہت ہی باریک بینی سے لیتا ہوں .جبکہ مولف کتاب سلطان الشہدا اس قبیلہ سے تعلق نہیں رکھتے لہذا انہوں نے عمومی مفہوم تحریر کیا ہے لیکن اس طرح میری تمام محنت پر پانی پھر سکتا ہے اگر میں اس کو اسی طرح جانے دیتا۔لہذا یہ تحریر اسی وجہ سے لکھی گئی کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔اس تحریر سے میرا مقصد ہرگز یہ نہ ہے کہ میں مؤلفِ کتاب سے متاثر نہ ہوں کیونکہ کتاب سلطان الشہدا بہت اچھی معلومات اور نقشوں اور فوٹوؤں سے مزین ہے اور بہت محنت اور عرق ریزی کی عکاسی ہے اور مؤلف کتاب سے میری اچھی واقفیت ہو چکی ہے جو انشاء اللہ جاری رہے گی۔

مؤلف نے کتاب سلطان الشہدا کے حصہ اول میں " بقلم خود " کے تحت صفحہ نمبر 7 پر تحریر کیا ہے کہ

''البتہ احقر اس خیال کا ہے کہ کبھی بھی کسی کتاب کے بارے میں اس کے ہر پہلو سے مکمل ہونے کا دعوا نہیں کیا جا سکتا۔ ہر شخص کا اپنا نظریہ، اپنا معیار اور اپنی سوچ ہوتی ہے اسی کے چشمے سے وہ کسی کتاب کا مطالعہ کرتا ہے۔ چنانچہ زیر نظر کتاب کی بابت اگر کسی قاری کا مشورہ یا رائے خواہ وہ تنقیدی ہی کیوں نہ ہو، ہے تو اس سے براہ کرم معہ اپنے نام و پتہ سے مطلع فرمائیں جس کے لیے احقر ان کا شکر گزار ہوگا اور اگر زندگی نے وفا کی تو ضمیمہ میں اس کو شامل کر لیا جائے گا۔'' تو اس ہی تحریر کو مدنظر رکھ

Marfat.com

کر بندہ نے جسارت کی ہے امید ہے یہ تصحیح مؤلف کی آنے والی کتاب ''تذکرہ گنج ہائے گراں مایہ'' میں ہو جائے۔

اب میں صفحہ نمبر 97 کی تحریر کی طرف آتا ہوں۔ پہلی سطر پر تحریر ہے کہ

''اس سلسلہ میں قیاس آرائیوں کے لیے کچھ ٹھوس ثبوت موجود ہیں جیسے گنج دارانگر سے شیر پور تک گنگا کے کھادر میں مسلمان جھوجھا (۱) کی ایک بڑی آبادی کا پایا جانا اور اس علاقہ میں کافی تعداد میں ''نوگزا پیروں'' کے مزارات کا ہونا''۔

یہ تحریر سید سالار مسعود کی راہ گزر کے تعین کے لیے ہے جس میں جہاں جھوجھہ اب بھی آباد ہیں تو اس راہ گزر کو قرین قیاس سمجھا گیا ہے۔

اسی صفحہ پر حاشیہ میں (۱) کے تحت تحریر ہے کہ

''بھر اور اس کے ہم پلہ قبیلوں جیسے ''آہیر''، 'لودھ'، ''کتھ بائیس''، ''ارکھ''، ''تھارو''، 'بھُئی''، ''پاسی''، ''مراؤ''، ''کرمی'' وغیرہ میں جو لوگ سید سالار مسعود غازیؒ کی تبلیغ پر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے وہ ''جھوجھا'' کہلائے۔ دارانگر سے چاند پور کے جن مواضعات میں ''جھوجے'' رہتے ہیں۔ وہاں دیگر قبیلے جیسے ''جاٹ''، ''گوجر''، ''اہیر'' آباد ہیں۔ یہ قابل ذکر ہے کہ بجنور ضلع میں جو ''جھوجا'' قبیلے کے لوگ رہتے ہیں۔ وہ اپنے نام کے ساتھ ''شیخ'' لگاتے ہیں اور بلند شہر کے

جھوجے اپنے نام کے ساتھ خان لگاتے ہیں۔ اسی سے پتہ چلتا ہے کہ سب جھوجے ایک ہی ہندو Caste سے دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے بلکہ یہ سب مختلف لیکن ہم پلہ ہندو Caste سے سید سالار مسعود غازیؒ کے دور میں دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ تفصیل احقر کی آنے والی کی کتاب ''تذکرہ گنج ہائے گراں مایا''، جلد اول ''تاریخ دودمانِ عالی'' میں ملاحظہ فرمائیں۔''

اب میں حاشیہ کی تحریر پر مندرجہ ذیل تبصرہ کرتا ہوں۔

مجھے نہیں معلوم کہ یہ حاشیہ جو لکھا گیا اس کا ریفرنس کیا ہے؟ اگر مؤلف کتاب سلطان الشہدا کا یہ ایک قیاس ہے تو یہ غلط ہے کیونکہ میرے پاس اس Subject پر بہت سا مواد موجود ہے لیکن چونکہ ایک غلط فہمی کو ہی دور کرنا ہے لہذا یہاں پر مختصر بیان کرتا ہوں۔

اوپر لکھی گئی ہم پلہ قبیلوں میں جس سے جھوجا کے مسلمان ہونے کا مفروضہ لکھا گیا ہے ایک ذات ''پاسی'' ہے اور بھر سے بھی مسلمان ہونا صفحہ نمبر 56 کتاب سلطان الشہدا میں تحریر ہے اب دیکھیں کہ انگریز نے 1877ء کے گزٹیر آف دی پروونس آف اودھ کی جلد دوم کے صفحہ نمبر 429 پر تحریر کیا ہے۔

Malihabad Paragna-Tahsil Malihabad Disstrict Luckanow.

"If these Jhojhas were converted pasis or Bhars, they were after wards cruelly abandoned by their fierce proselytizer

for the Paragana was subsequently overrun by Rajput Tribes of Gahilwar, Bamhan Gaurs Nikumbahs, Gautams, and Janwars ."

Cruelly:- بیدردانہ۔سنگدل۔بے رحم۔سفاک

Fierce:- تند۔تیز۔آتش مزاج۔پرجوش۔خونخوار۔خونریز۔ درندہ صفت

Proselytizers:- کسی غیر مذہب والے کو اپنے دین میں لانا، کسی کا عقیدہ بدلنا، معتقد بنانا، اپنے دین میں داخل کرنا، مذہب تبدیل کروانا

ترجمہ:۔ ''اگر ان جھوجھ نے پسی یا بھر سے مذہب تبدیل (مسلمان ہوئے) کیا تو اسکے بعد ان درندہ صفت لوگوں نے جنہوں نے انہیں اپنے مذہب میں داخل کیا، انہیں بے آسرا چھوڑ دیا۔ چونکہ پرگنہ پر راجپوتوں نے قبضہ کرلیا جن میں گھلڑ وال، بمہان گور، نکمبھاس، گوتم اور جانور شامل تھے''۔

انگریز نے اس کو اگر (if) لکھ کر ایک قیاس ہی ظاہر کیا ہے تو کتاب سلطان الشہدا میں اسکو حتمی لکھ دیا گیا ہے۔تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ انگریز کے لیے یہ ایک قیاس ہے کہ جھوجھ پاسی یا بھر سے مسلمان ہوئے۔

اس سے پہلے اس تحریر میں یہ بھی 1904ء کے گزٹیر کے صفحہ نمبر 139 کی تحریر کے تبصرہ میں یہ بات آچکی ہے کہ جھوجھ کے متعلق ان کے نسب یا بنیاد کے متعلق تجسس ہے۔تو متجسس ہونا اور بات ہے اور حتمی طور پر لکھنا اور بات ہے۔اس

Marfat.com

تحریر میں انگریز کے قیاس کرنے کی ایک وجہ یہ بھی رہی کہ تقریباً ایک ہزار سے بارہ سو سال پہلے جن قصبات میں جھوجھہ رہے اس میں پہلے بھر آباد تھے پھر ان پر جھوجھہ کا قبضہ ہو گیا تو انگریز نے قیاس کیا کہ جھوجھہ بھر سے مسلمان ہوئے کیونکہ ان کو تو یہ پتہ ہی نہ تھا کہ جھوجھہ تو سالار مسعود غازیؒ کے لشکر کے ساتھ غزنی سے آئے اور اودھ کے علاقے کے علاوہ پنجاب پاکستان میں انکے بارہ شہید اس زمانے کے موجود ہیں جو دیپالپور تحصیل ضلع اوکاڑہ کے موضع بھائی کے لال چند جس کا نام سکھوں کی پنجاب پر حکومت سے پہلے شہید انوالہ تھا اور جھوجھہ قبیلہ اس زمانہ سے اب تک یہاں بستا ہے اور 13 دیہات اب بھی انکی ملکیت ہیں جو کہ اس زمانہ کی ڈھول قبیلہ سے مال غنیمت میں انکو حاصل ہوئے تھے ڈھول قوم اب مسلمان ہیں اور اب تک اس قوم کے لوگ اس واقعہ سے آگاہ ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ انکے 120 افراد قتل ہوئے تھے جبکہ بارہ جھجھ شہید ہوئے۔ اس لیے جھوجا قبیلہ کے متعلق صرف ضلع لکھنو یا اودھ صوبہ یا یوپی انڈیا سے تاریخ نہیں نکل سکتی یہ قبیلہ اب تک افغانستان، یوپی انڈیا اور پاکستان میں رہتا ہے۔ اور اس کی تاریخ کو یوپی انڈیا والے لکھاریوں کو Out of Box جا کر اس کو محیط کر سکتے ہیں جس کی کوشش راقم الحروف پرانی کتابوں اور حالیہ مشاہدات سے کر رہا ہے۔ اور جلد ہی تاریخ جھوجھہ آجائے گی۔ میں چند نقطے جھوجھہ کے متعلق یہاں لکھے دیتا ہوں تاکہ آنے والے لکھاری ان کو مدنظر رکھیں۔

Marfat.com

⇦ یہ ایک عربی النسل قبیلہ ہے جس کا ثبوت محکمہ مال کا دیپالپور کے جھجھ قصبات کا ریکارڈ ہے جس میں اقبال مالکان کے عنوان سے درج ہے کہ یہ قبیلہ عرب سے آیا۔ راقم الحروف کے پاس اس سے متعلق محکمہ مال کی Attested Copies موجود ہیں۔

⇦ افغانستان میں یہ قبیلہ جاجی، پنجاب پاکستان میں جھجھ اور سرائیکی بیلٹ پنجاب میں جھونج، سندھ پاکستان میں جج اور یوپی انڈیا میں جھوجھ کہلاتا ہے جبکہ یہ سب عربی لفظ جھجہ سے علاقائی تلفظ میں بدل جانے کی وجہ سے اس طرح کہلائے۔

⇦ یہ تمام کے تمام ان جگہوں پر اب تک آباد ہیں جہاں سے سید سالار مسعود غازیؒ کا لشکر گزرا۔ نہ کہ صرف اودھ یوپی میں۔ بلکہ غزنی سے بھڑائچ تک۔

یہ مختصر نوٹ میں نے ثانیاً لکھ دیا اب میں دوبارہ انگریزی کی تحریر پر آتا ہوں کہ اس نے قیاس ظاہر کئے نہ کہ حتمی طور پر کچھ لکھا۔ پاسی اور بھر کے متعلق قیاس ہی ہے، جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا۔

اب باقی اہیر قبیلہ ہے تو اہیر تو اب بھی پاکستان میں آہیر ہی کہلاتے ہیں۔ اور حاشیہ صفحہ 97 کے تحت ہی پہلے تو اہیر کو جھوجھ لکھا، بعد میں اہیر کو علیحدہ اہیر ہی لکھا تو بات بنتی نظر نہیں آتی۔ بہر حال اہیر کبھی بھی جھوجھ نہیں ہو سکتے کیونکہ اہیر ایک Aboriginal یعنی قدیم ہندی النسل ذات ہے اور جھوجھ عربی النسل۔

Marfat.com

ارکھ کے متعلق انگریز نے 1904ء کے گزٹیر میں صفحہ نمبر 199 پر ذکر کیا ہے جو مندرجہ ذیل ہے

These Janwars state that at an early date the south west of the paragna was held by Arakhs, who appear to have become Musalmans after saiyid salar invasion."

اب یہاں اور اودھ کے پورے گزٹیر 1877ء میں کہیں یہ درج نہیں کہ ارکھ جھوجھ کہلوائے۔ یہ تو ایک قیاس ہی ہوسکتا ہے کہ ارکھ جھوجھ ہوئے۔

اب میں بھر کے تمام ہم پلہ کو، قاری کے لیے صفحہ نمبر 97 سے قبیلے یہاں دوبارہ درج کر دیتا ہوں۔

۱۔ بھر، ۲۔ اہیر، ۳۔ لودھ، ۴۔ کتھ بائیس، ۵۔ ارکھ، ۶۔ تھارو، ۷۔ بھُئی ۸۔ پاسی، ۹۔ میراؤ، ۱۰۔ کیرمی، ان دس ہم پلہ ذاتوں کا جو ذکر ہے تو اس سے اب تک میں بھر، اہیر، ارکھ، پاسی یعنی چار ذاتوں پر تبصرہ کر چکا۔ اب لودھ، کتھ بائیس، تھارو، بھُئی، مراؤ اور کرمی رہ گئے تو میں جھوجھ ہونے کے ناطے حدیث مبارک کے مطابق، اپنے جد کی پہچان کی خاطر، یہ سوال کرتا ہوں کہ یہ کہاں سے قیاس لیا گیا کہ یہ لوگ جھوجھ کہلائے تاکہ میں اپنی اصل کو پہچان پاؤں۔ اگر مؤلف کتاب سلطان الشہدا یا کوئی بھی اس پر رائے زنی کر سکے تو اس کو توجہ سے پڑھا جائے گا جو کہ جواب نہ آنے پر یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ جھوجھ قبیلے کا ان ذاتوں سے کبھی کوئی تعلق نہیں رہا۔

مفروضوں پر تاریخ نہیں بنتی ہاں Research methology کے مطابق قیاس قائم کر کے یا تو انہیں منطق اور شواہد کے مطابق پرکھا جاتا ہے اور اگر ثابت ہو جائیں تو ماننا پڑتا ہے ورنہ دلائل دے کر رد کر دیا جاتا ہے۔ حاشیہ کی تحریر کہ جھوجھہ بجنور ضلع میں شیخ کہلاتے ہیں اور بلند شہر میں خان۔ تو اس پر تبصرہ تاریخ جھوجھہ میں آئے گا جو کہ جلد آنے والی ہے۔ تبصرہ ختم کرنے سے پیشتر میں گزٹیر ز کی مختلف عبارتیں یہاں اکھٹی لکھتا ہوں کہ جھوجھہ کے متعلق انگریزوں نے قیاس ہی کیے ہیں کہیں بھی حتمی طور پر فیصلہ نہ دیا ہے جیسا کہ سلطان الشہدا کے مؤلف نے ترجمہ کرتے ہوئے کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ یہ مندرجہ ذیل ریفرنس گزٹیر آف دی پراونس آف اودھ سے لیے گئے ہیں۔ جو کہ 1877ء کا ہے اور تین جلدوں پر مشتمل ہے۔

1. It seems probable that this Jhojha tribe were once the aboriginal Bhars who, with no leader of their own, after the invasion and def—eat of their Raja Kans, of Kansmandi, by Sayyad Salar, Yielded to the threats of Muslmans, and Embraced their faith. This is the only way of accounting for them. They are the last people that remain in tradition, and no other Muslman invasion taking the shape of crescentade is known.

(page 433 Vol-II line 27).

It seems probable سے ظاہر ہو گیا کہ یہ ایک قیاس ہے۔نیز ہلالی پرچم کی بات بھی غور طلب ہے۔جس پر ایک ضمیمہ اس کتاب کے صفحہ نمبر ۱۰۸ پر دیکھیں۔

2. If these Jhojha were converted pasis or Bhars, they were afterword .... (Page 429, Vol-II, line 16)

پیرا گراف کے شروع میں If یعنی اگر لگانے سے یہ بھی قیاس ہو گیا۔

3. Mr. Butts thinks they are converted Bhars............. (Page 601 vol, Line 26)

Mr. Butts Thinks یعنی مسٹر بُٹ کا خیال ہے تو یہ بھی قیاس ہی ہے۔ یاد رہے کہ مسٹر بُٹ کے متعلق صفحہ نمبر 354 جلد دوم پر لکھا ہے Mr.H.H. Butts Assistant Comissioner جس سے ظاہر ہوا انہی مسٹر بُٹ نے ہی اپنا قیاس لکھا ہے۔

انگریز نے کسی طور بھی کہیں بھی حتمی تاریخ جھوجھہ کی نہ دی ہے ۔ تو انگریزوں کی تحریروں سے یہ اخذ کر کے جھوجھہ کے متعلق حتمی بنا دیا جائے تو تاریخ مستند نہ ہوگی۔

تو یہاں میں کتاب سلطان الشہدا میں جھوجھہ کے ذکر پر اس دعا کے ساتھ یہ تبصرہ فی الوقت ختم کرتا ہوں۔

"ربِ ذدنی علما"

والله عالم بالحقیقت والصواب

Marfat.com

احتجاجی نوٹ:۔

مجھے پتہ چلا ہے کہ حال ہی میں "تذکرۂ گنج ہائے گراں مایہ" اشاعت پذیر ہوگئی ہے اور میں نے گذشتہ صفحات کی تحریر مصنف کو بھیجی تھی اس کو نظر انداز کر کے دوبارہ اُن ہی غلطیوں کو جھوجھہ کے متعلق دہرا دیا گیا ہے۔جس میں مصنف کو مندرجہ ذیل اغلاط کی نشاندی کردی گئی تھی۔

۱۔ گزٹیرز کا ترجمہ کرتے ہوئے انگریز نے جو قیاس کیا اسکو حتمی طور پر تحریر کر دیا۔

۲۔ سلطان الشہدا کے صفحہ نمبر ۹۷ پر جھوجھہ کو ان ذاتوں میں لکھنا جن سے ان کا کوئی تعلق نہ ہے جن پر ان کی توجہ دلائی گئی تھی جواب اس کتاب کے صفحہ ۹۸ پر دیکھی جاسکتی ہے۔

۳۔ بجنور میں اس برادری کا شیخ جھوجھہ اور بلند شہر میں خان جھوجھہ کہلوانا پر اعتراض۔جس کا جواب اس کتاب میں صفحہ نمبر ۳۰ پر دیا گیا ہے۔

نامعلوم مصنف جھوجھہ قبیلہ سے کیوں متنفر ہیں۔مصنف یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ غلطی پر ہیں پھر بھی لفظوں کو ہیر پھیر کر غلطی ماننے کو تیار نہ ہیں خود تو قیاس کو حتمی بنا کر لکھ دیا اور لکھتے ہیں کہ ابھی جھوجھہ پر حتمی تحقیق نہ ہوئی ہے۔تاریخ میں کوئی لفظ، لفظِ آخر نہیں ہوتا۔لیکن جھوجھہ کا جو نقطہ نظر اُن تک پہنچ گیا تھا اور یہ وعدہ بھی کر لیا تھا کہ آئندہ کتاب میں یہ غلطیاں ٹھیک کر دوں گا تو پھر بھی وعدہ ایفا نہ کیا۔کم از کم اپنے قیاسات کے ساتھ جھوجھوں کا بھی نظریہ لکھ دیا جاتا۔اللہ تعالیٰ ان کے دل میں جھوجھہ قبیلہ کی محبت ڈال دے یا پھر انہیں جھوجھہ قبیلہ پر صحیح معلومات نہ ہونے پر ان کو ناجائز تحریروں سے روک دے۔امین

Marfat.com

Marfat.com

اختتامیہ

جناب محترم نجیب اللہ خان صاحب کے رسالہ التحقیق پر یہ تبصرہ آج ہم پر یہ ظاہر کر رہا ہے کہ انہوں نے جو اپنے بزرگوں سے پوچھ کر یہ لکھا کہ ہمارے بڑے گڑھ گجنی (غزنی) سے آئے اور انہوں نے ایک نشانی روایت لکھ کر چھوڑی وہ ثبوت کے درجہ پر پہنچ گئی کہ افغانستان میں بسنے والے ہمارے قبیلہ سے، جو کہ وہاں جاجی کہلاتے ہیں، ان میں سے جو پاکستانی ہیں اُن سے مورخہ ۱۶۔۲۔۲۰۱۳ کو میری ملاقات پر انھوں نے بتایا کہ وہ عربی النسل قریشی ہیں نیز میرے والد صاحب مرحوم کا ہمارے بچپن میں ہمیں بتانا کہ ہم عرب سے آئے اس کی تصدیق دیپالپور میں بسنے والے جھجھ قبیلہ سے میرے ایک ہزار سال کے وقفہ کے بعد ملک محمد دین جھجھ صاحب سے ۲۰۱۰ میں ملاقات پر ان کا قریشی ہاشمی کہلانے سے ہوگئی نیز ان کے محکمہ مال کے بندوبست ۱۸۷۱ء سے بھی کہ "ہمارے بڑے کسی باعث عرب سے آئے" نیز وہاں ہمارے بارہ شہیدوں کے مزار سے بھی جو سالار مسعود غازی کے لشکر کے ہمراہ غزنی سے آئے اور دیپالپور میں شہید ہوئے۔ نیز دیپالپور میں جو شجرہ شادیوں پر پڑھا جاتا ہے وہ حضرت عقیلؓ تک ہے۔ پاکستان میں جھوجھہ قبیلہ کے جناب ملک محمد دین جھجھ صاحب اس قبیلہ کے امیر ہیں اور انہوں نے ہر مرحلہ پر میری راہنمائی فرمائی ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

افضل گڑھ ضلع بجنور سے عمران احمد نے بھی مجھے بتایا کہ اس علاقہ کی دوسری برادریاں جھوجھہ کو عرب بدو کہتے تھے تو یہ بھی عرب ہونے کی ایک نشانی ہوئی۔

اب تک میری تحقیق یہ ثابت کر رہی ہے کہ جھوجھہ ایک عربی النسل قبیلہ ہے۔

Marfat.com

مزید تحقیق کے لیے تحریری تنقید کے دروازے کھلے ہیں۔

میں جناب نور العلیم پڑپوتے جناب نجیب اللہ خان صاحب کا بھی بے حد مشکور ہوں کہ وہ ہر قدم پر میری مدد فرماتے ہیں۔آیئے ہم محترم نجیب اللہ خان صاحب کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔آمین۔

تاریخ ایک سائنس کا درجہ اختیار کر چکی ہے اور محقق روائتوں، مستند تاریخی کتابوں سے اور تاریخی مقامات اور عوام کی موجودہ صورت حال کا مشاہدہ کر کے، کڑیاں ملا کر تاریخی پیچیدگیاں دور کرتے ہیں۔لہذا یہ تبصرہ اسی کو بنیاد بنا کر لکھا گیا ہے۔کسی طرح بھی اس کو ذاتی یا جذباتی تنقید نہ سمجھا جائے اور میرے لئے مزید تحقیق کے دروازے کھلے ہیں۔

میں ایک کتاب تاریخ جھوجھہ چھپوانے کا اُرادہ رکھتا ہوں جس کے لئے کافی مواد تیار ہے۔ میں اپنی برادری سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ ایک متفقہ نتیجے پر پہنچا جائے تاکہ جھوجھہ قبیلہ کی ایک مستند تاریخ اس جدید دور کی مطابقت سے سامنے آجائے۔ مجھے امید ہے کہ برادری میری راہنمائی کرے گی۔

شکریہ

زبیر احمد گلزاری

اسلام آباد۔ پاکستان

فون: 0300-8549927

02-03-2013

Marfat.com

ضمیمہ

ہلالی پرچم کے تحت ہونے والے معرکے-Crecsentade

گزٹیر آف اودھ ۱۸۷۷ء میں سالار مسعودی غازیؒ کی متعلق لکھتے ہوئے صفحہ نمبر 68 جلد دوم پر ہردوئی پرگنہ ضلع رائے بریلی کے عنوان کے تحت یہ تحریر ہے۔

" There is a ruined fort here which was built by Ibrahim Sharqi. There is also a tomb here Errected to one Agha, who accomparied Syed Sallar Masaud on his crecsentade [1] and was killed at this place"

ترجمہ: یہاں ایک قلعہ کے آثار باقی ہیں جو ابراہیم شرقی نے بنوایا تھا نیز یہاں پر ایک مزار بھی ہے جو آغا (ارشد) نامی شخص کا ہے جو کہ سید سالار مسعود کی ہلالی پرچم کے تحت معرکہ آرائی میں شامل تھے اور اس مقام پر مارے (شہید) گئے۔

ایک اور عبارت جس میں ہلالی پرچم کے تحت معرکہ آرایوں کا ذکر ہے وہ مندرجہ بالا گزٹیر کے صفحہ نمبر 601 جلد اول میں جھوجھہ قبیلہ پر بحث کرتے ہوئے اس طرح درج ہے۔

" They (Jhojhas) are the last people that remians in traditional,and no other Musalman invasion ~~taliking~~ taking from of a crecsentade known."

ترجمہ:" یہ (جھوجھہ) آخری لوگ ہیں جو کہ روائتوں میں اب تک موجود ہیں اور اس کے علاوہ کوئی اور مسلمان حملہ جو کہ ہلالی پرچم کے تحت ہوا ہو نہیں جانا جاتا۔"

ہلال یعنی چاند کو دین اسلام میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ اسلامی کیلنڈر چاند کے

Marfat.com

ساتھ منسلک ہے جب کہ عیسائی مذہب میں یہ سورج سے منسلک ہے۔

جنگوں میں عیسائیت کے جھنڈوں پر صلیب کا نشان ہوتا ہے اور مسلمانوں کا ہلال۔ اکثر اسلامی ممالک کے پرچم پر ہلال کا نشان ہے جیسے ترکی اور پاکستان وغیرہ۔

مندرجہ بالا پہلی تحریر سے تو یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سید سالار مسعود غازیؒ کی معرکہ آرایوں کو ہلالی پرچم (یعنی دین اسلام کی تبلیغ) کے تحت قرار دیا گیا اور دوسری تحریر میں بھی یہی مفہوم ہے لیکن جھوجھہ کے متعلق یہ بیان کہ وہ آخری لوگ ہیں جو روائتوں میں رہ گئے اور پھر ہلالی پرچم کی معرکہ آریوں کا ذکر' عبارت مُبہم بنا دیتا ہے جس سے کوئی شفاف نتیجہ نہیں نکلتا۔ کچھ صاف صاف لکھنے سے احتراز برتا گیا ہے یا ناقص معلومات کے باعث ایسا لکھا گیا۔

ناقص معلومات اس وجہ سے کہ جھوجھہ قبیلہ عربی النسل ہے نہ کہ ہندی النسل۔ اور یہ سالار مسعود غازی کے لشکر کے ہمراہ غزنی افغانستان سے ہند آئے اور یہاں ہلالی پرچم کی معرکہ آرایوں میں شامل رہے اور جھوجھہ غازیوں اور شہیدوں میں سے ہیں۔ بارہ شہید جُھجھ (جھوجھہ) قبیلہ دیپالپور ضلع اوکاڑہ پاکستان اس کی مثال ہیں۔

دراصل جھوجھہ قبیلہ خود ہلالی پرچم کی معرکہ آرایوں میں شامل رہے اور وہ لوگ روائتوں میں اس لحاظ سے رہ گئے ورنہ مندرجہ بالا انگریزی تحریر میں وہ کسی نسبت سے روائتوں میں رہ گئے' صاف ظاہر ہی نہیں ہوتا۔ نسبت ہلالی پرچم کی ہی ہے۔

---

1) **Crecsentade:** A Religious War for Islam chambers's Twentyth Centurary dictionary-page 248-thanks Syed Mansur Aaqil, Islamabad.

Marfat.com

حوالہ وحواشی

۱. نورالعلیم، ٹیلی فونک مکالمہ از زبیراحمد گلزاری، بلندشہر، ۲۰۱۱ء

۲. آپ شاہ محمد نبی رضاخاں ملقب بہ اسد جہانگیری ومعروف بہ دادا میاں (۲۵ ربیع الاول ۱۲۸۴-۲۴ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ/ ۲۷ جولائی ۱۸۶۷-۲۵ مارچ ۱۹۱۱ء) کے خلیفہ تھے. (عنائیت حسین خان، شاہ محمد، اعجاز جہانگیری، بریلی، مطبع محمودالمطابع، س ن، اول، ص ۲۰)

شاہ عبدالشکور کے تفصیلی احوال کے لیے دیکھیے:

شکوری، جمیل احمد شاہ، **مشعل راہ**، کراچی، ابراہیم خان جمیلی شکوری، ستمبر ۲۰۰۶ء، اول

شکوری، مستان شاہ، ذکر تاج الاولیاء، لاہور، قاضی سنز پبلشرز، فروری ۱۹۷۶ء، اول

۳. باور، میجر رفیع الدین، برن سے بنوں تک، راول پنڈی، یونی ورسٹی بک ڈپو، ۱۹۸۶ء، ص ۸۸

۴. منصور عاقل، سید، گلاؤٹھی، مکتبہ اتحاد المصنفین ۱۳-سٹریٹ ۱۳، سیکٹر F - 7 / 2، اسلام آباد جون ۱۹۹۸ء، ص

۵. نورالعلیم

6. Gazetteer of Saharanpur by HR Novels 1909.

7. Elliot,H,M,Encyclopedia of caste, custams, Rites and superstition of the Races of northerm India,Delhi,sumit publication, 1985, 1/298

8. James Tod,Annal and antiquates of Rajjhistan,1/190
(2-Volumes)
Published by: Oriental Book,
Reprint Corporation, 54 Rani Jhansi Road, New Delhi -110055
Distributers: Munshi Ram munoharial publishers Pvt Ltd
- 54 Rani Jhansi Road New Delhi -110055 India
Originally Published in 1829-32First India edition 1983,
Urdu Translated (Tareekh Rajhistan) 2-volumes
Nashir: Indus Publication, Fareed Chamber Abdullah Haroon Road, Karachi 1991.

9. Elliot,1/138

Marfat.com

۱۰. باور، ص۱۸۲

۱۱. ایضاً، ص۱۸۷

۱۲. ایضاً، ص۱۷۶

۱۳. ایضاً، ص۱۰۴تا۱۶۹

۱۴. منصور عاقل، ص۳۵

۱۵. ایضاً، ص۳۶

16. A Dictionary of Urdu, classical Hindi and English by JHON. PLATTS, MA, Fourth Impression, LONDON, crosby Lockwood AND SONS. 7 stationers' Hall court, Ludgate Hill, E.C, 1911

17. The later Ghaznavids by C.E. Boseworth (page before Introduction)

۱۸. مراۃ مسعودی، نسخہ جھوجھہ ص ۱۱۸

19. The tribes and castes of North Western Provinces and Oudh Page 58 Vol II.

۲۰. ترک اوران کے مورث اعلیٰ از محمد شہاب الدین غوری [جھوجھہ] پیسیٹ پورہ۔ دیا سرائے۔ سنبھل۔ ضلع مراد آباد ۱۹۸۱ء صفحہ ۷۔

۲۱. چشتی، شیخ عبدالرحمان، مراۃ الاسرار، اردو ترجمہ، مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری، لاہور، الفیصل ناشران و تاجرانِ کتب، ۱۴۱۲ھ، ص ۴۵۰

۲۲. شہباز، انجم سلطان، اقوام پاکستان کا انسائکلو پیڈیا، جہلم، بک کارنر، ص ۴۷۶

۲۳. فوق، منشی محمد الدین، اقوام پونچھ، لاہور، مشتاق بک کارنر، ص ۲۳۶-۲۳۷

۲۴. حیدر، قرۃ العین، کار جہاں دراز ہے، لاہور، مکتبہ اردو ادب، س ن، ۱/ ۳۵

۲۵. یادگار رونق تحقیق الانساب۔ ۱۹۵۰ ص ۱۲۶، ۱۲۷

Marfat.com

کتابیات

باور، میجر رفیع الدین، برن سے بنوں تک، راول پنڈی، یونی ورسٹی بک ڈپو، ۱۹۸۶ء

چشتی، شیخ عبدالرحمان، مراۃ الاسرار، اردو ترجمہ، مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری، لاہور، الفیصل ناشران وتاجرانِ کتب، ۱۴۱۲ھ

حیدر، قرۃ العین، کارِ جہاں دراز ہے، لاہور، مکتبہ اردو ادب، س ن

شکوری، جمیل احمد شاہ، مشعل راہ، کراچی، ابراہیم خان جمیلی شکوری، ستمبر ۲۰۰۶ء، اول

شکوری، مستان شاہ، ذکر تاج الاولیاء، لاہور، قاضی سنز پبلشرز، فروری ۱۹۷۶ء، اول

شہباز، انجم سلطان، اقوام پاکستان کا انسائکلو پیڈیا، جہلم، بک کارنر،

عنائیت حسین خان، شاہ محمد، اعجاز جہانگیری، بریلی مطبع محمود المطابع، س ن، اول

فوق، منشی محمد الدین، اقوام پونچھ، لاہور، مشتاق بک کارنر،

منصور عاقل، سید، گلاوٹھی، مکتبہ اتحاد المصنفین ۱۳۔ سٹریٹ ۱۳، F-7/2 اسلام آباد جون ۱۹۹۸ء

Elliot, H, M Encyclopaedia of cast, customs, Rites and superstition of The Races of northerm India, Delhi, Sumit publication 1985. KD/6A, Ashok Vihar Delhi 110052- First Published 1870- Indian Reprint 1985.

James Tod , Annal and antiquates of Rajhistan.

یادگار رونق تحقیق الانساب مولفہ سید رونق علی صدیقی

سلطان الشہداء (سید سالار مسعود غازی از انجینئر سمیع الدین (علیگ) ناشر مرکز حبیب برائے تحقیق وتصنیف بلقیس ولا، حبیب باغ، بھمولہ سٹریٹ، علی گڑھ انڈیا۔ سنِ اشاعت ۲۰۰۸ء

Marfat.com

عکس ہائے حوالہ جات

رول نمبر 6505

محکمہ تعلیم پنجاب (پاکستان)

PUNJAB

مڈل اسکول امتحان برائے طالبات سنہ ۱۹۵۸ء (۱۳۷۸ھ)

یہ سند اس امر کی ہے کہ حسین فاطمہ بنت میاں ابو الحسن قریشی

مذہب اسلام تاریخ پیدائش 30-12-37 ساکنہ ریٹھل

تحصیل ... ضلع گجرات نے ورنیکلر / اینگلو ورنیکلر

امیدوار کی حیثیت سے مڈل اسکول امتحان برائے طالبات مفصلہ ذیل

مضامین میں کامیاب ہو کر سوئم درجہ میں پاس کر لیا ہے :-

۱۔ اردو
۲۔ حساب
۳۔ خانہ داری و گھریلو تیمارداری
۴۔ دینیات
۵۔ تاریخ و جغرافیہ
۶۔ ×
۷۔ ×

طالبہ نے یہ امتحان ... اسکول سے پاس کیا
بطور پرائیویٹ امیدوار

مورخہ ۲۴ جون ۱۹۵۸ء

لاہور

Nazir Ahmad

رجسٹرار محکمانہ امتحانات
محکمہ تعلیم پنجاب (پاکستان)

سی۔ این۔ ایس۔ سنٹرل جیل پریس لاہور

یادگار بارہ شہدائے جھجھ (جھوجھہ) قبیلہ موضع شہید انوالہ (موجودہ بھائی کے لال چند) تحصیل دیپال پور ضلع اوکاڑہ، پاکستان

جھجھ قبیلہ عربی النسل ہے۔ اس قبیلے کے بہت سے افراد شہید بہرائچ سالار مسعود غازیؒ (ش: ۴۲۴ھ) کے لشکر کے ہمراہ جہادِ ہند میں شریک ہوئے۔ یادگار ہذا اسی قبیلہ کے بارہ شہداء کی ہے جو سالار مسعود غازیؒ کے لشکر میں شامل تھے اور اس جگہ شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے۔

تعمیر نو:۔ جنوری ۲۰۱۲۔ زبیر احمد گلزاری

گوت جھو جھہ مورث اعلیٰ ہم مالکان جس سے سلسلہ نسب ہمارا ملتا ہے ملک **عرب** سے کسی باعث اول چند مدت تک خاص حجرہ میں بطور رعیت آباد رہا۔

دفعہ اول حال آبادی و حصول ملکیت و وجہہ تسمیہ

[illegible]

اقرار مالکان مسل نمبری ۱۰۰۲

اقبال مالکان

[illegible]

تصدیق

تجویز حاکم

[illegible]

عکس بندوبست ۱۸۷۱ء سے موضع چھچھ کلاں تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کے حق کی محکمہ مال کی مصدقہ کاپی میرے پاس موجود ہے۔ (گھرالی)

عکس اصل متن مخطوطہ
التحقیق

Marfat.com

رسالہ

التحقیق

تصنیف لطیف جناب مفتی [illegible]

میرے والد مرحوم و مغفور منشی چودھری نجیب [illegible] ایک مدت سے اپنی قوم کی اصلاح اور تعلیم

کی فکر میں رہے اور اپنے خیالات کو جو [illegible] رہے ہیں [illegible] رسالہ انجمن کی جانب اور [illegible]

تحقیق ہو جانی ضروری ہے [illegible] کو علماء سے تعلیم [illegible] شائع ہے ہمارا ایک

کی ضرورت ہے تا کہ اپنے [illegible]

چونکہ بندہ یا بیٹا میرے والد مرحوم کو اپنی قوم کی اصلاح اور تحقیقات کا [illegible]

خیال دلانا [illegible] ایک زمانے میں [illegible] کچھ [illegible] پہنچ گئی اور [illegible]

[illegible] کہ [illegible] ایک رسالہ لکھنا ہے اور [illegible] تھا

کہ قوم کے متعلق کچھ تحقیق کر چکے ہیں اور کوئی رسالہ لکھ رہے ہیں [illegible]

ان کا انتقال ہوا

ان کی انتقال پر ملال کے بعد میں نے جو وہ چند مضامین لکھے تھے ان کو [illegible]

[illegible] ایک دن خیال آیا کہ ان کو دیکھ کر بہت خوشی ہوا اور دیکھا کہ

واقعی مرحوم [illegible] کام کر گئے [illegible] ان کا چھپوانا [illegible] ہوا

چونکہ مرحوم [illegible] تجویز [illegible] ہے [illegible] رسالہ

بے بہا [illegible] تحقیق کا نام التحقیق [illegible] شائع کر [illegible] قوم [illegible] کی

نذر کرتا ہوں — خاکسار علیم الدین [illegible] (مرحوم)

3

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵

الحمد للہ رب العالمین ۵ والعاقبۃ للمتقین ۵ والسلام علی جمیع الانبیاء والمرسلین ط والصدیقین والشہداء والصالحین ط وصلی اللہ علی خاتم النبیین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ط

قولہ تعالیٰ فی کتاب المجید قرآن حمید ۔

یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ط ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ط ترجمہ آیت مجیدہ کا یہ ہے ۔ اے لوگو پیدا کیا ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے اور بنا دیئے تمہارے خاندان اور انکی شاخیں یعنی نسل ہو رہی تھی کہ شناخت کیئے جا سکو تحقیق تمہارے نزدیک عزت والا وہی ہے جو متقی ہو ۔

اس ذات وحدہٗ لاشریک معبود یکتا منتہائے حقیقی خلاق حقیقی حلیم حقیقی علام حقیقی کے فلسفہ و حکمت پر غور فرمائیں کہ موجودات عالم کو پیدا کر کے نسل انسانی کو ایک ہی مرد اور ایک ہی عورت یعنی آدم و حوا ۔ پیر بابا پر بھی سے پیدا کیا ۔ پھر ایک ہی نسل انسانی کو خاندانوں اور شاخوں پر تقسیم فرما دیا کہ اچھے برے نیک و بد شریف و رذیل کا معیار قائم رہے ۔ اس معیار کے

حاشیہ

جب تحقیق کیا جاتا ہے تو ہر نبی اور ہر ولی بھی آدم اور حوا ثابت ہوتے ہیں ۔ صرف زبان اور بیانات انسانی کا پیر پھیر معلوم ہوتا ہے ۔

[illegible]

Marfat.com

ساتھ ہی ساتھ دوسرا معیار شرافت اتقا یعنی عصمت و طہارت قرار دیدیا
یہ تقسیم اور دوسرا معیار یہ قائم کرتے ہیں ایک بڑا فلسفہ سمجھے کہ کوئی ایک نسل انسانی ہیں
جیسے کوئی خاندان یا کوئی شاخ یعنی نسل یا رنگ گروہ دنیا میں اپنے اعمال حسنہ اوصاف
پسندیدہ کے سبب دینی اور دنیاوی ترقی کے مدارج طے کر کے عروج و اقتدار
حاصل کر کے دنیا میں عظمت اور شہرت حاصل کر لیتا ہے تو اس کا نسلی شاخ یا خاندان کے
نام لیوا رفتہ رفتہ اپنے عروج و ارتقا کے زعم میں مغرور و خود پسند بنتے ہیں اور جو قوم
یا خاندان یا کوئی شخص مغرور و خود پسند بن گیا تو یہ ضروری ہے کہ وہ ظالم بے دین ناانصاف اور بے
عقل و بے بصارت بھی ہو جائے۔ کیونکہ یہ غرور و خود پسندی نا انصافی بے دینی بے عقلی
اور ظلم کا منبع ہیں۔

پس غرور و خود پسندی ظلم و بے عقلی بے دینی ناانصافی ہی وہ عیوب ہیں جو کہ صاحب عظمت و
اقتدار خاندان کے نام لیواؤں کو رفتہ رفتہ دشمن خدا و دشمن مخلوق خدا بنا دیتے ہیں
جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ قوم یا خاندان کی نسلی و خاندانی عظمت و شرافت ذلالت سے
بدل جاتی ہے اور وہ نعمات الٰہی ایمان حیا حمیت ~~[illegible]~~ عصمت طہارت
شجاعت ریاست یا حکومت جو دولت کاملہ ہے اس قوم یا خاندان کو عطا کی تھیں اس سے سلب ہو کر
کسی دوسری قوم کی طرف منتقل ہو جاتی تھیں۔ اور وہ خاندان یا قوم دریدہ رذائل میں اگر
ان نعمات سے محروم ہو کر زمانے کی نظروں سے گر جاتا ہے

جیسا کہ قرآن مجید فرقان حمید کی تلاوت سورہ بقرہ کے بعد ہم پیش لفظ تک کرتے ہیں اور بڑی
بڑی قوموں کے عروج و زوال کے قصص و حکایات جو ربّ عزّوجل بیان فرماتا ہے تو نتیجہ یہی نکلتا ہے جو کہ
ہم نے بیان کیا — چنانچہ ایک مقام پر فرماتا ہے

وکم قصمنا من قریۃٍ کانت ظالمۃ وانشانا بعدھا قوما آخرین
اور بہت سی بستیاں جنکے باشندے ظالم تھے اجاڑ دی گئیں اور انکے بعد دوسری قوم پیدا کر دی — ایک دوسرے مقام پر فرماتا ہے

Marfat.com

ناہلکتہم بدون علم و دانش [illegible] کو حکم فرمایا آخرین میں ذلیل گناہ صورت میں ہلاکت اور ذلیل کو دوسرے زمانہ پیدا ہوئے

یہ آیات — [illegible] سالکان ازل و حقائق سے سبق عبرت ہی نہیں بلکہ سبق تحفظ بھی ہیں — اس لئے

اور قوم یا افراد زمانہ [illegible] مراد [illegible] نسل نہیں ہیں بلکہ ہر نسل اور قوم میں بدتر سے بدتر ہیں تو ہمیشہ پیدا

ہوتی رہی ہیں اور تا اتفاق عالم موجود رہے پیدا ہوتی رہیں

یہ ایک اور حقیقت ہے [illegible] قوم کی ترقی یا خاندان اعمال نتیجہ اعمال [illegible] کے سبب تباہی و بربادی

میں آتی تو ایسے ساتھ ساتھ یا بعد میں ایسے اچھے [illegible] قوم عروج ترقی [illegible] جو اس کی [illegible] والی قوم

یا خاندان کی وراثت و جانشین قرار پاتی ہے — ایسے مراد اور قوم کی اور یہی قانون قدرت کا سلسلہ ہے جو سلف سے جاری

اور یہی قاعدہ تا اتفاق نسل در نسل جاری رہے گا — [illegible] قوم یا خاندان کے اور وارث و جانشین ہوں

قوم ہو گی جس میں [illegible] ارتقا

صلاحیت موجود ہوگی —

اگر کوئی یہ سوال پیدا کرے کہ [illegible] قرار [illegible] دنیا میں [illegible] یا [illegible]

ہوتی رہے گی اور [illegible] ارتقا [illegible] نہیں — [illegible] ارتقا [illegible] مادہ

صلاحیت و قرار [illegible] ہوگا — دوسرے یہ کہ [illegible] قوم ظالم بن جائے تو [illegible] ظالم ظالم

تقرر [illegible] جیسا ارشاد فرمایا ولا ینال عہدی الظالمین [illegible] ظالموں کو

نہیں دیتے ہیں — یہ ایک فلسفہ ہے —

نہ اولاد ناخلف [illegible] صلاحیت ارتقا باقی [illegible] — جس قوت ارتقا باقی ہے [illegible] نفوس

[illegible] ہیں اللہ [illegible] مقرر کردہ حدود [illegible] احکام [illegible] — اللہ تقرری کی حدود [illegible]

تک پہنچا دیئے گئے —

یہ حقیقت [illegible] مختلف زمانوں میں تمام انبیاء و مرسلین پیدا ہوئے اور [illegible] کی ذریت

بڑے بڑے بادشاہ شہنشاہ [illegible] دین اور دنیا کی [illegible]

[illegible] عروج [illegible] اور زوال دنیا [illegible] اہل علم [illegible]

[illegible] مقدس صحائف الہامی میں بھی [illegible] شہنشاہ [illegible] قصص و حکایات [illegible]

الہام ذریعہ بیان فرمائے ہیں —

۵۳ کتب [illegible] صحائف [illegible] کتب الہامی [illegible]

یہود و نصاریٰ کی بائبل اہل اسلام کا قرآن مجید فرقان حمید —

6

اور ایک ہی نسل انسانی کے مختلف خاندانوں اور شاخوں میں منقسم ہو جانے کے بعد اس نسل انسانی کو کیسی دید یا
تاریخ شرف دار ذیل کا معیار قائم رہی اور انسانی نسلوں میں جو گروہ بحیثیت جماعت اور نسب دنیا کی
حفاظت کا پابند رہا وہی قوی ترین شرف حاصل رہا ہے والا کچھ ہی —

اسی نسل انسانی اپنی تمام خاندانوں سے پیدا ہوئی پھر جو گروہ اللہ کے ہاں کے حدود سے باہر ہو گئے جن کا حصہ رحم کا
حکم دیا گیا تھا وہ قطع رحمی کی پروا نہ کرتے اور ظاہر میں فسق و فجور جو کر دائرہ انقلاب سے باہر ہو گئے رہے
رذیل قرار پائے اور شمار کیا گیا ایسی نسبتیں جن کا قابلیں ہر ایک میں موجود ہیں اور اسی طرح حصہ دار جا رہے ہیں
ایسی ہزاروں مثالیں موجود ہیں اور بہ زندہ مثالیں موجود ہیں جو دنیا اور کائنات میں بھی ہر ایک موجود ہیں اور
کئی زندہ مثالیں موجود ہیں جن کی جگہ خالی چھوڑ دیتا ہوں
. . . .

ذات برادری یا نسلی امتیاز کا مسئلہ ایک نازک اور اہم مسئلہ ہے جس کا حل ہند و کلم عمائدین اہل علم و انصاف
اہل تحقیق ہی کر سکتے ہیں —

مجھے چونکہ اس مختصر اور مجمل رسالے میں ایک ایسی قوم کا ذکر کرنا مقصود ہے جو [illegible]
سر زمین ہند کا محقق اہل منوی اور اولاد نسل ہی جو حرب نسل چند رسی کی فرزند کے مشہور و معروف
رہی ہے جن کا ایک مشہور نسل یا دستی کے نام سے مشہور ہے یہی یادو بنسی شاخ میں ایک قوم ہے جو اس ہی
زمین ہند پر مہابھارت کے بعد صدیوں سے آباد ہے جو اہیر کہلاتی ہے لقب سے موسوم رہی تھی لیکن انقلاب زمانہ اور
بد اعلی کے سبب اب کہیں یہ قوم چھوٹے طبقہ کا غیر معروف لقب سے موسوم ہو کر گمنامی میں رکھے ہوئے اہیر
اقوام کا نہ کوئی ایک جامع مختصر تاریخ بھی لکھی ہے نہ آگے چل کر گمنامی میں پڑا لیں سے ان کا منشور گم ہو گیا جو ان کی
گوتر اور چرواہے پن کا ہے اس حال میں بھی ایسا [illegible] جب کبھی کچھ
اور کچھ ذکر و ذکر آباد کے بعد جو کچھ ہوا جب ہم کو پتہ چلا ہے اور یہ قوم اپنی حالت
سے خود بے خبر ہو کر وہ خود اپنی حالت بھی نہیں جانتی اس قوم کی بابت کچھ پوچھا تو انہیں سمجھ کر
سمجھ لگا گئے — پس بادشاہ کے زمانے میں بڑی ہوئے تھے بادشاہ نے اس علاقہ میں سے گاؤں
گاؤں ہماری قوم کو دے دیے جانے لگے اور بعد میں دلی کے بادشاہوں کی فوج میں
ملازم تھی اور بعض کہتے ہیں کہ ہم پہلے ہی کو پوچھو کیا ذات ہے ہم کہتے ہیں کہ اہیر
بھی ہمارا گوتر ہے [illegible] درج ہوا ہے —

7

حصہ دار ہوتے تھے اس لیے یہ فقیر ابھی تک حیران تھا کہ جیسے اپنے بزرگوں نے نعمتیں ہم پہ [illegible] بادشاہ
ہماری قوم کو اپنی فوج میں بھرتی کرنے کا ارادہ کیا اور سپاہیوں [illegible] قوم نامبر بادشاہ کی
میں قوم کی ہماری اس لیے کہ ہم میں [illegible] ساتھ ہیں اور اپنی ایک راجپوت بھی [illegible] میں
پس ان کی اس لیے میں کیا ہیں۔

میں خود اگرچہ اپنی نیز اپنے بزرگوں سے منتظر رہا کہ [illegible] میں [illegible] چھٹی روز بھیجے مگر یہ
بات میرا کوئی بزرگ بھی نہ بتلا سکا کہ [illegible] کون ہیں [illegible] روز بھیجے گیا ہیں۔
گو میں [illegible] رشتے ناطے [illegible] مگر [illegible] ہیں۔ [illegible]
مگر دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کیوں ان کا خاندان [illegible]
کیا [illegible] قوم کا نسلی تعلق کس قوم سے [illegible] راجپوت [illegible] الفاظ بھی جو
یہ نظر [illegible] دوسرے ہمسایہ قوموں میں [illegible] قوم کو کیوں
[illegible] کیا خیال نہیں [illegible] فروری 19 [illegible] میں [illegible] اول [illegible] راجپوتوں کی
[illegible] انجمن [illegible] انجمن [illegible] راجپوتان ہند [illegible] راجپوتوں کی [illegible] انجمن
[illegible] انجمن [illegible] راجپوتوں کی [illegible] انجمن کا ممبر بنا لیا
میری اطمینان [illegible] ہم نے الحمدللہ کیا [illegible] میں بھی
[illegible] تحقیق [illegible] کا قطعی اعتراف کیا۔
[illegible] خیال [illegible] علم [illegible] محترم بزرگ میرے [illegible] ہوگی جو [illegible] تقسیم
[illegible] راجپوتوں [illegible] کر دیا [illegible]
[illegible] راجپوتوں [illegible] راجپوتوں
[illegible] راجپوت [illegible]
[illegible] راجپوت [illegible]
یہ [illegible] 9 [illegible] 1957 [illegible]

8

انقلابی غدر منتشر و پریشان کر دیا اور [illegible] رہتی تھا [illegible]

حالت میں انہیں زندگی بسر کرنا پڑا [illegible] رہیں [illegible] نہ انہیں کسی شہرت

خواہش تھی [illegible] نہ انہیں ناموری [illegible] بلکہ وہ اشتہار و بیانات [illegible] نہ تھا [illegible]

کر [illegible] مجبور ہو گیا ہو ورنہ انقلابی [illegible] جاتا تھا —

[illegible] مختلف راجپوت اقوام [illegible] کے [illegible] اطمینان [illegible]

دیا اور [illegible] قدیم یا [illegible] خاندانی [illegible] کلام [illegible]

رہے [illegible] جیسے [illegible] ترقی ہو گئی — جب [illegible] منتشر [illegible] ساتھ

قوم جھوجھے کا ذکر کیا [illegible] بہت [illegible] آخر کار [illegible] اور [illegible] راجپوت

خاندان [illegible] انقلابیوں [illegible]

بھی انہیں حالت [illegible] قوم جھوجھے

ہو گیا یہ تمام تصور قوم جھوجھے کا [illegible] ورنہ [illegible] منتشر

تک [illegible] جھوجھے قوم [illegible] قوم اور [illegible] خاندان

بادشاہ [illegible] راجپوت قوم تھی

یہ [illegible] راجپوت قوم [illegible] خاندان [illegible] کیا [illegible]

دراصل [illegible] منتشر [illegible] کر [illegible]

اور [illegible] تمام

گئے [illegible] راجپوت [illegible] اور

قوم [illegible] زمانہ منتشر [illegible] آباد

رہے [illegible] انقلابی غدر میں

قوم جھوجھو [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جلیبو جنج جلو ننگو [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] سومنات [illegible]

[illegible] محمود [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہند پر حملہ کیا [illegible]

[illegible]

راجہ جنج [illegible]

باللہ [illegible]

[illegible]

Marfat.com

جلال الدین اکبر بادشاہ دہلی کی ایجادیں مشہور ہیں اور [illegible] منظور و عیش [illegible] — رکھی مشتہر [illegible]

بہ میں راجہ رگھانی کی اولاد قوم پوار کی تھی سخوریہ [illegible] راجہ [illegible] سلسلہ [illegible] — ایک اور قوم

سیال اور کھرل [illegible] کی مشہور [illegible] اور قبیلہ [illegible] آباد ہوا اصل میں سیال اور کھرل [illegible] راجہ [illegible] سلسلہ اور اولاد

میں [illegible] [illegible] بھر [illegible] جو [illegible] فرزند اکبر راجہ [illegible] پہنچتے ہیں اصل سلسلے

سیال اور کھرل وغیرہ آباد [illegible] راجپوت [illegible] میں

ایک اور قوم چودھری [illegible] مشہور اور قبیلہ [illegible] ایک [illegible] [illegible] کی [illegible] قوم راجہ چودھ

نسل سے ہیں یہ راجہ چودھ [illegible] راجہ [illegible] کا [illegible] سلسلے چودھری [illegible] آباد [illegible] راجپوت میں

میرا [illegible] ملک [illegible] میں [illegible] تحقیقات [illegible] نہ [illegible] علم [illegible] بار [illegible] [illegible]

ہو سکتا [illegible] تمام راجپوت [illegible] اور [illegible] حالانکہ [illegible] [illegible] علم اور [illegible]

دل [illegible] دماغ [illegible] ضرور [illegible]

[illegible] [illegible] کوئی [illegible] نہیں [illegible] علم [illegible] تھا [illegible] [illegible] ضرورت [illegible] بار [illegible]

[illegible] انسان [illegible] آیات [illegible] [illegible] اعمال حسنہ اعمال پسندیدہ [illegible] اور [illegible]

[illegible] نقص حقیقی [illegible] ایک [illegible] نسل انسانی [illegible] اول [illegible] تقسیم فرما کر

بجائے [illegible] کا انحصار [illegible] التقا پر [illegible] فرما دیا — اور یہی مقصد [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] کوئی [illegible] اپنی ذات [illegible] پہچان سکے —

[illegible] [illegible] اور [illegible] اپنے محبوب کا شکریہ اور [illegible] [illegible]

اپنی [illegible] علم [illegible] اپنی قوم [illegible] معلوم [illegible] [illegible] [illegible] قوم کو

[illegible] — میں اپنی دل کا حال ظاہر کر چکا ہوں کہ مجھ کو ذات اور [illegible]

کوئی فخر نہیں [illegible] اعمال و اخلاق [illegible] —

[illegible] [illegible] [illegible] کا [illegible] بلند [illegible] [illegible] ضرور [illegible]

Marfat.com

برادر یہ قوم جو اللہ [illegible] انبیاء سلف [illegible] آگاہی [illegible] جس پر اللہ کا شکر ادا کرنا ہو گا

کہ حجوار اور جوت قوم کا حال کچھ بھی ہو گا رہے گا۔ یہ ایک دنیا الگ [illegible] مجھے [illegible] تصدیق کی

کہ ہمارے [illegible] نہیں ہے [illegible] شخص کی بادشاہ اپنی مرضی میں [illegible] الہا ما [illegible]

صحیح ہو گا [illegible] بادشاہ اپنی مرضی سے [illegible] کر رہا الایا تھا — یہ قوم [illegible]

ہے — قوم حجوب کو اللہ کا شکر بجا لانا اور خوشی کی بجا لانا چاہیے کہ لفظ حجوب غلط اور بگڑا ہوا لفظ ہے

صحیح لفظ حجوار ہے اور حجوب [illegible] صحیح [illegible] الادیش جو [illegible] البایش [illegible] اور [illegible]

جو یادو [illegible] ہے [illegible] حجوار ہم یادو [illegible] اور جوت [illegible] نہیں [illegible]

شاخ ہیں [illegible] جو [illegible] یادومنشی ہی ہیں — [illegible] علاوہ ہے

[illegible] الادیش بادشاہ حجوب کو [illegible] کر رہا الایا جیسا کہ خود بادشاہ [illegible] کیا ہے [illegible] قوم

آج بھی [illegible] علاقے میں آبادی [illegible] اور [illegible] آباد ہیں — فرق یہ ہے [illegible]

حجوب علیحدہ علیحدہ [illegible] علاقوں میں [illegible] رشتے ناطے [illegible] ایک [illegible]

کہ [illegible] یہ قوم [illegible] رشتے ناطے بھی [illegible]

[illegible] یہ قوم [illegible] زیادہ [illegible] اپنی حالت [illegible] بھی ہوگی — [illegible]

[illegible] قوم کا سلسلہ قائم [illegible] جا سکیں [illegible]

حجوار اور جوت نام [illegible] قائم [illegible] زمانہ [illegible]

[illegible] قوم کی اصلاح [illegible] انجمن اور [illegible]

بنیاد ہو سکتی ہے

اگر [illegible] قوم نے اپنی ایک انجمن کی بنیاد قائم کر کے اس کا تعلیمی نظام قائم کر دیا تو [illegible]

یہ قوم بھی کسی [illegible] نہیں ہو گی — اگر اللہ کو منظور ہوا تو [illegible]

[illegible] ربنا اغفر لی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب [illegible]

[illegible]

Marfat.com

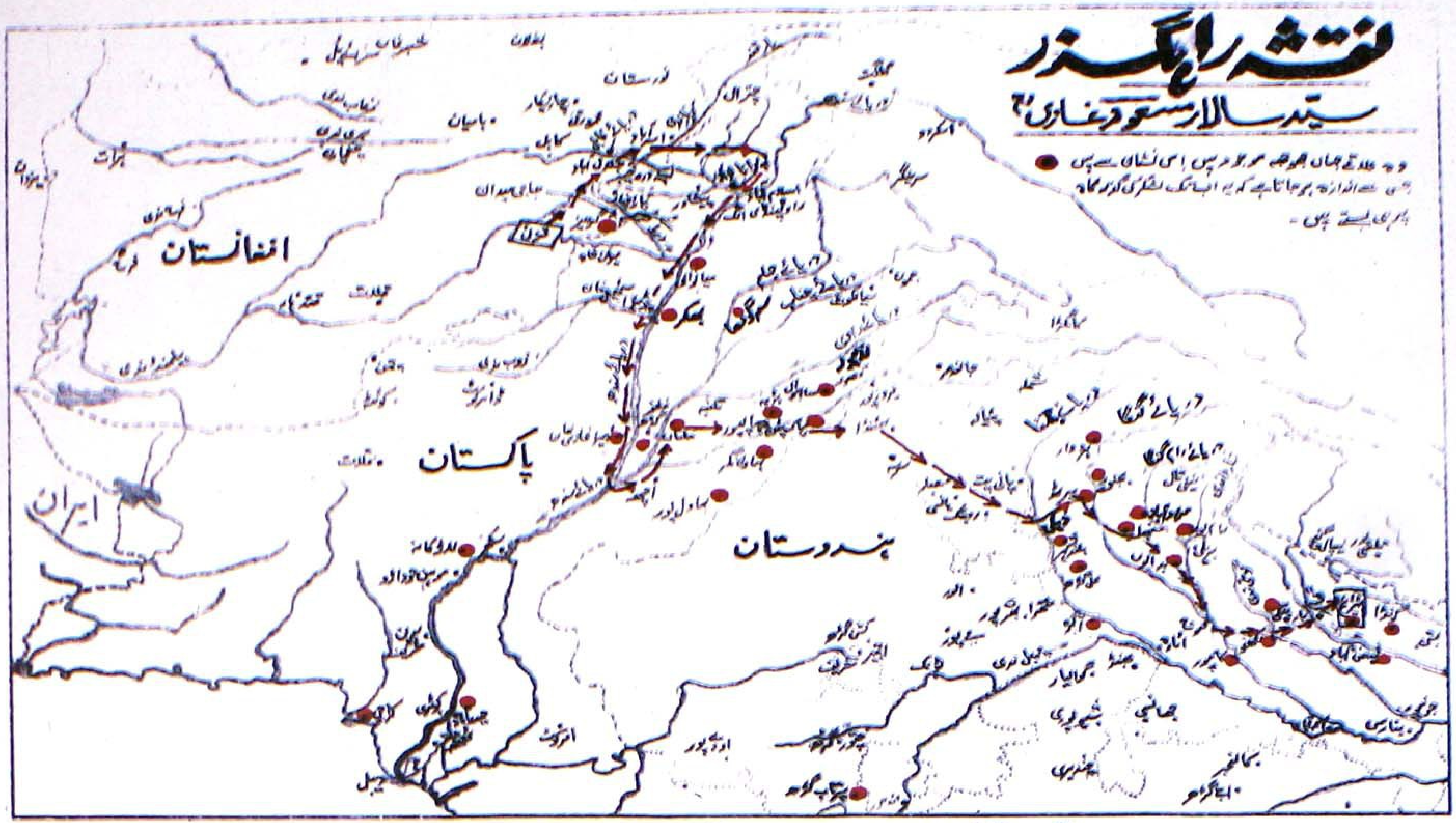

غزنی سے بہرائچ تک کا نقشہ جس میں سید سالار مسعود غازیؒ نے جو راستہ اختیار کیا وہ دکھایا گیا ہے۔

Marfat.com

پیش لفظ

(از شمیم عالم خان ایڈوکیٹ سابق نائب وزیر)

صوبہ اتر پردیش کے دیہات میں ایک وسیع برادری آباد ہے جسے عوام جھوجھہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں. یہ برادری جفاکش اور بہادر ہے. زیادہ تر لوگ کھیتی باڑی میں مصروف ہیں. یہ لوگ ضلع سہارن پور، مظفرنگر، بجنور کے علاوہ ضلع بلندشہر اور غازی آباد [میں آباد] ہیں. [یہ] اپنے آپ کو مسلمان راج پوت کہتے ہیں اور سرکاری کاغذات میں بھی یہی اندراج ہے. کہیں یہ لوگ اپنے آپ کو شیخ اور کہیں ترک اور کہیں پٹھان اور کہیں چودھری کہتے ہیں۔

اسی برادری کے ایک ہونہار اور روشن دماغ محسن گزرے ہیں، جن کا انتقال اکتوبر ۱۹۳۰ء میں ہو گیا تھا. ان کو اپنی برادری سے بہت محبت تھی اور اس کی تعلیم و ترقی کی بے انتہا خواہش تھی. انھوں نے اپنی برادری کے متعلق ایک کتابچہ تحریر کیا تھا جو راقم الحروف کو اس کے والد کے انتقال کے بعد ان کے کاغذات میں ملا، جس کو عوام کے لیے بالعموم اور جھوجھہ برادری کے لیے بالخصوص جان کاری کے لیے شایع کرایا جا رہا ہے. اللہ تعالی اس کو قبول فرمائے۔

میرے والد صاحب مولوی علیم الدین خان وکیل مرحوم کا انتقال ۱۲ جون ۱۹۶۲ء کو ہوا. ان کے بعد میں نے ان کے تمام کاغذات کی پڑتال کی تو اس میں دادا جان ملا نجیب خان صاحب کا ایک قلمی نسخہ جو طبع کیا جا رہا ہے ملا. اسی وقت سے اس کو چھپوانے کا ارادہ کیا لیکن بہت عرصہ کے بعد اس کو چھپوایا جا رہا ہے اور برادری کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔

شمیم عالم ایڈووکیٹ سابق نائب وزیر
نجیب منزل، مامن روڈ، بلندشہر حال مقیم: ۳۰ سیکٹر، نمبر ۵۵، نوئیڈا - دہلی

نوٹ: (یہ رسالہ موصوف کسی وجہ سے منظر عام پر نہ لا سکے اور اب میں اسکو اس تبصرہ میں شامل کر رہا ہوں موصوف کی اصل تحریر کا عکس میرے پاس موجود ہے۔ زبیر احمد گلزاری، جنوری ۲۰۱۲ء)

Marfat.com

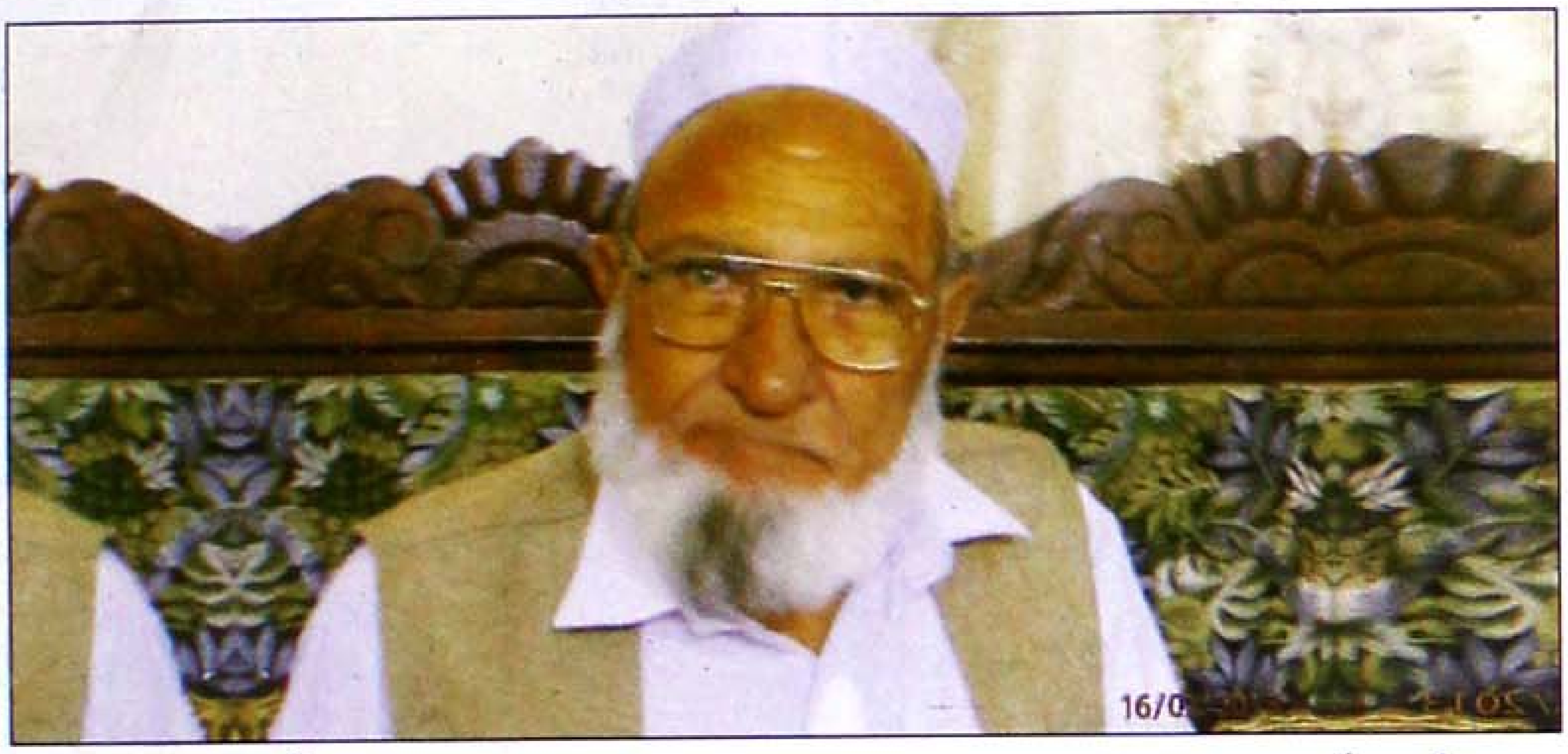

محترم ملک سید مرجان جاجی جو پاراچنار سے ہیں اور اس وقت پشاور میں مقیم ہیں جن سے 16/02/13 کو ملاقات پر یہ ثابت ہو گیا کہ انکا قبیلہ جو جاجی کہلاتا ہے وہی ہے جو جُھجھ یا جھوجھہ پاک ہند میں کہلاتے ہیں اور عربی النسل قریشی ہیں ان کے بھتیجے کا نام حاجی مرجان جاجی ہے۔رابطہ :0321-90756675

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری لاہوری کے سالانہ عرس ۲۰۱۰ء کے موقع پر دو بھائی (کزن) دائیں زبیر احمد گلزاری، بائیں محترم محمد اعظم گلزاری جو موضع مقرب پور کلیر شریف انڈیا سے تشریف لائے تھے۔آپ اب پھر بارہ شہداِ جھوجھہ کی زیارت کے لئے پاکستان آ رہے تھے۔ ویزا لگوانے دہلی گئے اور ویزا بھی لگ گیا۔دہلی میں ہی طبیعت ناساز ہوئی اور مقرب پور پہنچ کر مورخہ ۱۳۔۲۔۲۷ کو دل دورہ پڑنے سے تقریباً ۸۰ سال کی عمر میں اللہ کو پیارے ہوئے۔ آپ چونکہ بارہ شہید جھوجھہ پر حاضری کی وجہ سے سفر کر رہے تھے لہذا وہ شہیدوں کی زیارت کے شوق میں شہید ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ انکو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ امین۔ زبیر احمد گلزاری ۱۳۔۳۔۱

دوامی سند وکالت محولہ دفعہ ۱۳ قانون وکلا نمبر ۶ بابتہ ۱۳۱۶ ف

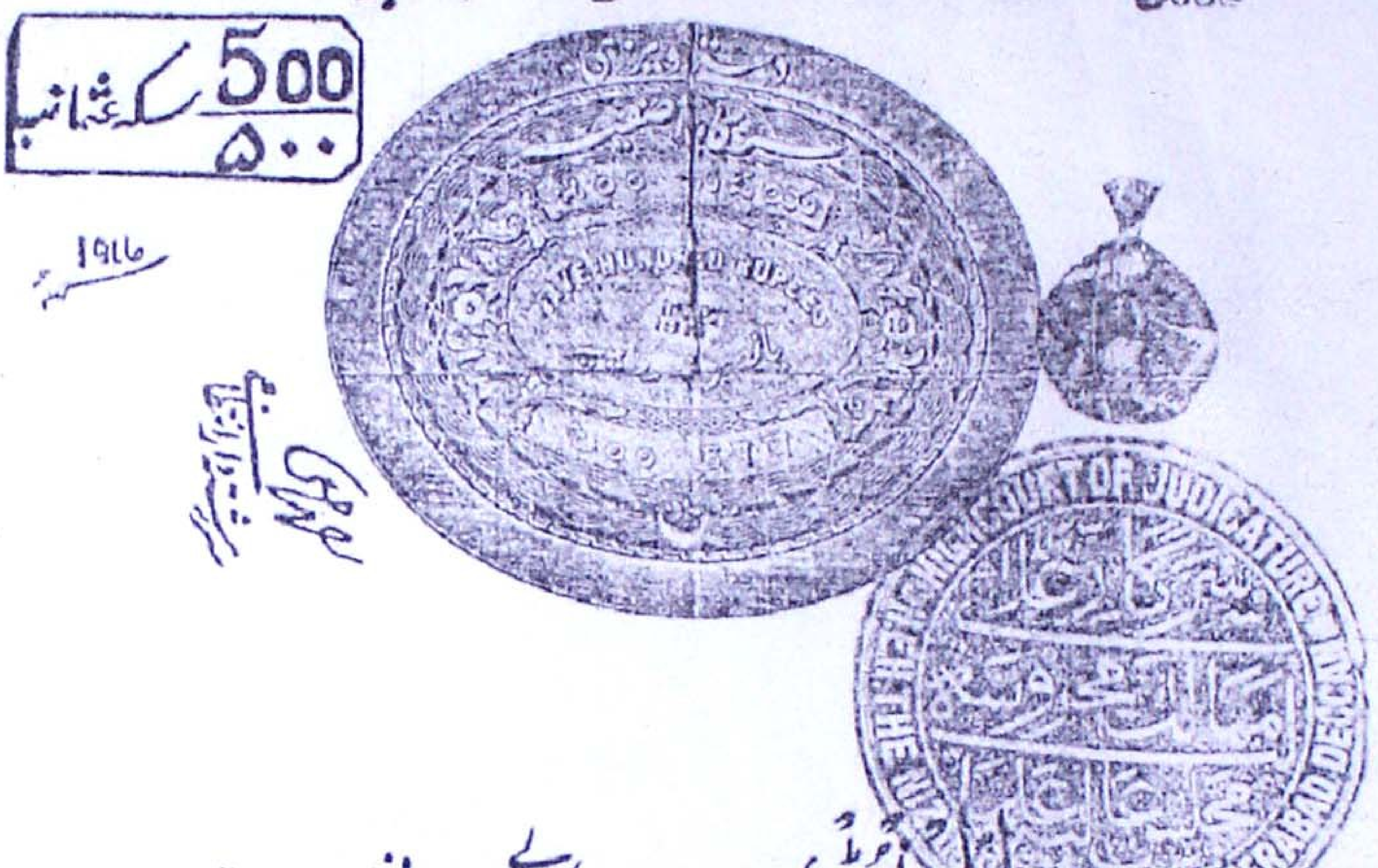

سند دوامی وکالت (ڈسٹرکٹ) معطیہ عدالت العالیہ سرکار عالی مورخہ ۱۲ ماہ آبان ۱۳۲۶ ف مطابق ۱۳۳۴ھ

نشان مسل انتظامی (۵۰۱۸) بابتہ ۱۳۲۶ ف نشان صادر (۸۸۹)

رجسٹر نمبر ۷ صیغہ وکالت نشان سند درجہ اول دوامی (۵۱)

حسب الحکم عدالت العالیہ سرکار عالی

(مولوی حافظ عبدالعزیز صاحب) ولد (شیخ عباد اللہ صاحب) قوم (شیخ)

پیشہ (وکالت) ساکن (بیدر)

بموجب دفعہ ۱۳ قانون وکلا نمبر ۶ بابتہ ۱۳۱۶ ف سند دائمی وکالت درجہ اول دیجاتی ہے اور اس تحریر کی رو سے تصدیق کیجاتی ہے کہ مشار الیہ وکیل درجہ اول ہیں اور وہ اس سند کے ذریعہ سے بموجب دفعہ ۱۳ قانون ہذا کورٹ ڈسٹرکٹ میں اور تمام عدالتوں و محکمہ جات میں پیروی اور کارروائی کرنیکے مجاز ہیں

آج بتاریخ ۱۲ ماہ آبان ۱۳۲۶ ف بہ ثبت مہر و دستخط معتمد عدالت العالیہ سرکار عالی یہ سند دیگئی فقط اس کی ایک نقل بغرض اشاعت جریدۂ اعلامیہ سرکار عالی میں مرسل ہے -

معتمد عدالت العالیہ

مہتمم صیغہ وکالت

زبیر احمد گلواری کے نانا محترم جناب مولوی حافظ عبدالعزیز وکیل درجہ اول کی سند جو سرکار آصفیہ نظام حیدر آباد دکن سے 1916ء میں جاری ہوئی۔ موصوف کا تعلق موضع افضل گڑھ ضلع بجنور یو پی انڈیا کی جھوجھہ برادری سے ہے۔